رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۹

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

سالانہ ۵؍ معاونین عام ششماہی ۳؍ بیرون ہند ۸ شلنگ

قیمت فی پرچہ ۱؍ منیجر: شیر احمد خاں

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۳ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۳۹ء | نمبر ۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۹ء

قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس اور حکومت

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجھے قادیان سے دورانِ سفر میں برابر یہ اطلاعیں ملتی رہی ہیں۔ کہ قریب ہی احرار قادیان میں ایک اور جلسہ کرنے والے ہیں۔ اور یہ کہ جماعت کے وہ افراد جن تک یہ خبریں پہنچ رہی ہیں۔ ان میں ایک ہیجان اور بےچینی پیدا ہے

احرار کے جلسہ کے کئی پہلو

ہیں۔ ایک تو یہ ہے۔ جو مجھے حیرت میں ڈال رہا ہے۔ کہ چند سال پہلے یعنی قریباً چار ساڑھے چار سال قبل ۱۹۳۴ء میں بھی احرار کی طرف سے ایک جلسہ یہاں منعقد کیا گیا تھا۔ وہ جلسہ جس رنگ میں ہؤا۔ اور اس کے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ گورنمنٹ کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اور پوشیدہ نہیں ہیں کیونکہ وہ سارا معاملہ اسی کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ بلکہ جیسا کہ بعد کے واقعات سے معلوم ہؤا۔

اس وقت کے ڈپٹی کمشنر کا بہت سا دخل

اس جلسہ کے انعقاد میں تھا۔ اور اسی کے اثر کے ماتحت زمین وغیرہ حاصل کی گئی تھی جس وقت اس جلسہ کے انعقاد کا اعلان ہؤا۔ ہم نے گورنمنٹ پر یہ واضح کر دیا تھا۔ کہ یہ جلسہ تبلیغی نہیں ہے۔ بلکہ محض

جماعت احمدیہ کو مرعوب کرنے کی غرض

سے ہے۔ اور ایک سیاسی رنگ رکھتا ہے۔ اور اس جماعت کے مرکز میں جو اس کے نزدیک بہت مقدس جگہ ہے۔ باہر سے جتھوں کو لا کر ڈال دینا اور مظاہرے کرنا کسی صورت میں بھی اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ مگر گورنمنٹ نے یہی جواب دیا۔ کہ یہ تبلیغی جلسہ ہے۔ اسلئے ہم اسے نہیں روک سکتے۔ لیکن جب وہ منعقد ہؤا۔ تو مقامی افسروں کے اپنے رویہ سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اسے تبلیغی جلسہ قرار نہیں دیتے تھے۔ اسلئے کہ سرکاری افسروں نے ہم سے اقرار لیا۔ کہ احمدی اس جلسہ میں نہ جائیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ قادیان میں اب قریباً نوے فیصدی جماعت احمدیہ کے افراد ہی آباد ہیں۔ اور جس جگہ ایک جماعت کی کثرت ہو۔ وہاں

تبلیغ کی غرض

صرف یہی ہو سکتی ہے۔ کہ دوسرے کو اپنے خیالات پیش کر کے اپنا ہم خیال بنایا جائے۔ لیکن جن لوگوں کو جلسہ کرنے والے تبلیغ کر سکتے تھے۔ ان کو افسروں نے وہاں جانے سے روک دیا۔ پس اس جلسہ کو تبلیغی جلسہ قرار دینا محض عناد اور ضد تھا۔ اس معاملہ میں اتنا تعہد کیا گیا۔ کہ ستکوہا کا ایک احمدی جو راستہ پر سے گزر کر اپنے گاؤں کو جا رہا تھا۔ اسے پولیس کے آدمی گرفتار کر کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس لے گئے۔ کہ یہ احمدی اس رستہ سے گزر رہا تھا۔ جس کے قریب احرار جلسہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ رستوں پر گزرنا کوئی جرم نہیں۔ خصوصاً جن کا رستہ وہی ہو۔ پھر اس جلسہ کے دوران میں اس قدر سختی کی گئی۔ کہ حکم دے دیا گیا۔ کہ احمدی اپنا لٹریچر ان دنوں میں تقسیم نہ کریں۔ اور اسے اس انتہا تک پہنچایا گیا۔ کہ ایک تھانیدار نے خود پہرہ داروں کے داروغہ کو بھیجکر بعض ٹریکٹ منگوائے۔ چونکہ کہا گیا تھا۔ کہ پولیس مانگتی ہے۔ اس نے دیدیئے۔ جس پر وہ ٹریکٹ سپرنٹنڈنٹ کے سامنے پیش کئے گئے۔ کہ دیکھئے یہ ٹریکٹ احمدی تقسیم کرتے ہیں۔ اور جب ان کو اصل حقیقت بتائی گئی۔ تو اسے سنکر بھی انہوں نے یہ کہا۔ کہ خواہ پولیس والے مانگنے آئے تھے۔ انہیں یہ ٹریکٹ نہیں دینے چاہیئے تھے۔ اس کے بعد

گورنمنٹ کی طرف سے مقدمہ چلایا گیا

اور اس بارہ میں حکومت کو جو رویہ اختیار کرنا پڑا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے بھی ثابت ہو گیا۔ کہ ان کے نزدیک یہ جلسہ تبلیغی نہیں تھا۔ بلکہ محض فتنہ و فساد کی غرض سے تھا۔ مگر اس کے انعقاد سے قبل گورنمنٹ کی طرف سے ہمیشہ یہی کہا جاتا رہا۔ کہ یہ تبلیغی جلسہ ہے۔ ہم اسے کس طرح روک سکتے ہیں۔ لیکن بعد میں

سر ایمرسن گورنر پنجاب

خود مان گئے۔ کہ یہ تبلیغی جلسہ نہیں تھا۔ اور کہ آئندہ ایسا جلسہ نہیں ہو گا۔ گویا گورنمنٹ کے نقطۂ نگاہ سے سب سے بڑا افسر یعنی گورنر خود اقرار کر چکا ہے۔ کہ یہ جلسہ تبلیغی نہیں تھا۔ اور کہ آئندہ ایسا جلسہ قادیان میں ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اب اگر باوجود اس اقرار کے ایسا جلسہ ہو۔ تو اس سے سمجھا جائے گا۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے

کسی بڑے سے بڑے افسر کی زبان

کا بھی کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ سر ایمرسن آئندہ کے لئے کوئی وعدہ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن یہ سوال تو ہر گورنر کے متعلق ہو سکتا ہے۔ موجودہ گورنر بھی آئندہ کے لئے کوئی وعدہ نہیں کر سکتے۔ اور ان کے بعد آنے والا بھی اگر اسی عذر کو درست تسلیم کیا جائے۔ تو آئندہ کسی کو سرکاری حکام سے بات چیت کرتے وقت یقین نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ جو بات کر رہا ہے۔ اس کا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا۔ اور لوگ

گورنر جیسے جلیل القدر عہدہ پر فائز حاکم

کے متعلق بھی مجبور ہوں گے۔ کہ ان کے وعدہ کو بھی تسلیم نہ کریں۔ کیونکہ خوف ہو گا۔ کہ دوسرا گورنر بلا حالات کی تبدیلی کے پہلے گورنر کی بات کو رد کر دے گا۔ پس اگر اس جلسہ کی اجازت دے دی گئی۔ تو ہم جن کے ساتھ یہ گفتگوئیں ہوئیں۔ مجبور ہوں گے یہ کہنے پر کہ پنجاب میں گورنمنٹ برطانیہ کے سب سے بڑے نمائندہ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا۔ اسے موجودہ گورنمنٹ نے توڑ دیا ہے۔

دوسرا نقطۂ نگاہ جو ہے۔ وہ تبلیغی ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ

کیا یہ جلسہ تبلیغ کے لئے کیا گیا

جیسا کہ احراری اعلان کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعی تبلیغی ہے۔ تو پھر اس میں شمولیت سے ہمیں نہیں روکا جا سکتا۔ یہ عجیب دوغلی بات ہے۔ کہ ایک طرف تو کہتے ہیں احمدی یہاں نہ آئیں۔ اور دوسری طرف یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے قادیان کو فتح کر لیا ہے۔ جن کو مرعوب کرنے یا تبلیغ کرنے کے لئے یہاں جلسہ کیا جاتا ہے۔ ان کو تو روک دیا جاتا ہے۔ کہ وہاں نہ جائیں۔ اور پھر ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ احمدی مقابلہ پر نہیں آئے۔ ایسی صورت میں یہ ہرگز جائز نہیں ہو گا۔ کہ ہمیں شمولیت سے روکا جائے۔ اور پھر

اگر کوئی ہمیں چیلنج دے

تو ہرگز کسی کا حق نہیں ہو گا۔ کہ ہمیں اس کے قبول کرنے سے روکے۔ اگر کوئی لیکچرار ہمیں کوئی چیلنج دے گا۔ تو ہمارا حق ہو گا۔ کہ کھڑے ہو کر اسے قبول کر لیں۔ اور اس کا جواب دیں۔ اگر گورنمنٹ اس میں دخل دیگی اور ہمیں روکے گی۔ تو آج اپنی طاقت سے وہ بے شک ہمیں روک دے۔ لیکن تاریخ ضرور اس بات کو محفوظ کرے گی۔ کہ

اس زمانہ کے افسر دیانت دار نہیں تھے

اور حکومت کا نظام صحیح طور پر چلانے والے نہیں تھے۔ کمزور کو زور سے چپ کرا لینا اور بات ہے۔ مگر انصاف اور ہے۔ اسکی ایک دلچسپ مثال ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ ایک بھیڑیا کسی نالے پر پانی پی رہا تھا۔ اور کچھ فاصلہ پر کوئی بکری بھی پانی پی رہی تھی۔ بھیڑیے نے چاہا۔ کہ اسے کھا جائے۔ اور اس کے لئے اس نے کوئی بہانہ تلاش کرنا چاہا۔ وہ اوپر کی طرف تھا۔ اور بکری نیچے کی طرف۔ آخر اسے اور کوئی بہانہ نہ ملا۔ تو اس نے بکری سے ڈانٹ کر کہا۔ کہ ہمارا پینے کا پانی کیوں گدلا کر رہی ہو۔ بکری نے عاجزی سے جواب دیا۔ کہ میں تو نیچے کی طرف ہوں۔ آپ کے ذریعہ گدلا ہو کر پانی میری طرف آ رہا ہے۔ نہ کہ میری طرف سے گدلا ہو کر آپ کی طرف جا رہا ہے۔ اس پر بھیڑیے کو اور تو کوئی بہانہ نہ سوجھا۔ اس نے کہا۔ کہ گستاخ بے حیا سامنے بولتی ہے۔ اور اسے چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ گورنمنٹ کے پاس فوج ہے۔ پولیس ہے۔ مجسٹریٹ ہیں۔ جیل خانے ہیں۔ وہ جسے چاہے۔ پکڑ کر قید کر سکتی ہے مگر جس چیز پر اس کا قبضہ نہیں۔ وہ

بے انصافی کو انصاف قرار دینا

ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ دنیا میں گزرے ہیں۔ ہمارے وزراء اور افسروں سے بہت بڑے۔ لیکن آج تاریخ ان کے کاموں پر سختی سے فیصلہ لکھ رہی ہے۔ سکولوں کے مدرس اور کالجوں کے پروفیسر کس طرح دیدہ دلیری سے آج اورنگ زیب پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اتنا بڑا بادشاہ تھا۔ کہ ان معنفوں کی حیثیت اس کے مقابلہ میں ایسی بھی نہیں جیسی کہ ایک نمبردار کے مقابلہ میں چوہڑے کی ہوتی ہے۔ مگر وہ زمانہ گزر گیا۔ اور بعد میں آنے والوں میں سے بعض نے اس کے افعال کو ظالمانہ اور بعض نے منصفانہ کہا۔ اس پر بہت بحثیں ہوئیں۔ اور آج ہندو مؤرخ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اورنگ زیب پر جو الزام لگائے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر غلط ہیں۔ مگر بعض بادشاہوں کے متعلق تحقیقات صحیح تھی۔ اور اس بات کو دنیا نے آہستہ آہستہ تسلیم کر لیا۔ اور آج روم کے بادشاہ نیرو اور ہلاکو خاں کو ظالم قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ ایک دو افراد تھے۔ مگر ان کی وجہ سے ساری قوم بدنام ہوئی۔

پس انصاف کا تقاضا تو یہی ہے۔ کہ اگر جلسہ ہو۔ اور خالص تبلیغی ہو۔ تو احمدیوں کو ایسے تبلیغی جلسہ میں جانے سے نہ روکا جائے۔ اور اگر کوئی ہمیں چیلنج دے۔ تو احمدی اسے قبول کر لیں۔ اور حکومت کی طرف سے انہیں اسے قبول کرنے سے ہرگز نہ روکا جائے۔ لیکن اگر روکا گیا۔ جیسا کہ پچھلی مرتبہ کیا گیا تھا۔ تو ایسا کرنیوالے

تاریخی طور پر ظالم

قرار پائیں گے۔ اور ان کا اس وقت کا زور اور طاقت ان کی قوم کو بدنامی سے نہ بچا سکے گی۔ اس زمانہ میں جب پہلی دفعہ یہاں جلسہ ہوا۔ جو ڈپٹی کمشنر تھا۔ حکومت اسکی ہر بات کی تصدیق کرتی تھی۔ اور ہر موقعہ پر یہی جواب دیتی تھی۔ کہ ہمارا مقامی افسر یوں کہتا ہے۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد اسے اقرار کرنا پڑا۔ کہ وہ غلطی پر تھی۔ میں ہمالیہ میں تھا۔ کہ مجھے گورنر کی چٹھی ملی۔ کہ میں آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ملیں۔ میں ملا۔ اور

متواتر چار گھنٹہ گفتگو

ہوئی۔ مجھے انہوں نے کہا۔ کہ آپ ناراض کیوں ہیں؟ اور کس سے آپ کو شکایت ہے۔ میں نے کہا۔ کہ پہلے تو آپ سے شکایت ہے۔ انہیں یہ امید نہ تھی۔ کہ میں کہوں گا۔ آپ سے شکایت ہے۔ اس کے بعد گفتگو ہوتی رہی۔ اور جب ہوتے ہوتے میں نے ڈپٹی کمشنر کے متعلق واقعات پیش کئے۔ تو کئی جگہ انہیں تسلیم کرنا پڑا۔ کہ اس نے غلطی کی ہے۔ میں نے کہا۔ یہ عجیب بات ہے کہ پہلے تو آپ اسکی ہر بات تسلیم کرتے گئے۔ اور اب مانتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ اسے غلط فہمی ہو گئی۔ اور بعض دفعہ حکومت بالا نے اسے مجبور کر دیا۔ اڑھائی سال کے بعد اس ضلع میں

ایک اور ڈپٹی کمشنر مسٹر رائنز

آئے۔ ان کی یہ خواہش تھی۔ کہ میں گورنمنٹ سے جماعت احمدیہ کی صلح کراؤں۔ وہ قادیان میں آئے۔ اور مجھ سے ملے۔ بڑی لمبی چوڑی گفتگو ہوئی۔ اور بعض باتیں ان سے طے ہوئیں۔ مثلاً ایک یہ کہ وہ پرانا ریکارڈ نکال کر دیکھیں۔ اور فیصلہ کریں۔ کہ جماعت احمدیہ کی غلطی تھی۔ یا حکام ضلع کی۔ انہوں نے پہلے تو کہا تھا۔ کہ یہ اتنا بڑا طومار ہے۔ کہ اس کا پڑھنا مشکل ہے۔ مگر جب میں نے کہا۔ کہ بہرحال آپ اسے دیکھیں۔ اور ان واقعات کے متعلق اپنی رائے قائم کریں۔ اس کے بغیر ہماری تسلی نہیں ہو سکتی تو انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ آہستہ آہستہ وہ ان مسلوں کو پڑھیں گے۔ بعض حالات کی وجہ سے ان کو جلد یہ ضلع چھوڑنا پڑا۔ مگر ہمارے ایک ذمہ وار افسر ان کے جانے سے پہلے جب ان سے ملے۔ تو انہوں نے ان سے کہا۔ کہ میں نے اس وقت تک تین چار کیس پڑھے ہیں۔ ان کے متعلق میری رائے یہی ہے۔ کہ اس وقت کے

ڈپٹی کمشنر کی غلطی

تھی۔ اور آپ حق پر تھے۔ افسوس ہے۔ کہ وہ زیادہ دیر اس ضلع میں نہ ٹھہر سکے۔ ورنہ انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں باقی کاغذات بھی پڑھ کر اپنی رائے دوں گا۔ تو سرکاری حکام نے ہی بعد میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر کی تردید کی۔ مگر اس زمانہ میں حکومت اسکی ہر بات کو صحیح تسلیم کرتی تھی۔ اس قسم کی غلطی کی ایک اور موٹی مثال ہے۔ اس وقت کی پنجاب گورنمنٹ کے بعض افسروں نے یہ مشہور کر دیا تھا۔ کہ احمدی فساد کرتے ہیں۔ مگر جب گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے اس سے دریافت کیا گیا۔ کہ احمدیوں پر یہ الزام کس بنا پر لگایا جاتا ہے۔ تو انہوں نے نہایت صفائی کے ساتھ جواب دیا۔ کہ نہیں۔ ہم تو احمدیوں کو بڑا وفادار سمجھتے ہیں۔ اور وہ جو کہتے تھے۔ کہ ہم احمدیوں کو فسادی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ہی جب یہ کہا۔ کہ ہم تو انہیں بہت اچھا سمجھتے ہیں۔ تو ہم نے اپنے دل میں کہا۔ کہ یہ

بڑے جھوٹے آدمی

ہیں۔ اس بارہ میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کا مخفی سرکلر جو جاری ہوا تھا۔ اس وقت کے گورنر سر ایمرسن صاحب نے مجھ سے بھی کہا۔ اور دوسرے سلسلہ کے نمائندوں سے بھی کہا۔ کہ اس کا انہیں کوئی علم نہیں۔ اور میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ کہ ان کی بات کو غلط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرار دوں۔ اسلئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ یہ سرکلر کسی ماتحت افسر کا تھا۔ ہمیں

اس سرکلر کا علم

اس طرح ہوا۔ کہ ایک ڈپٹی کمشنر نے ہمارے ایک دوست کو جو اس کا بھی دوست تھا۔ اسکی اطلاع دیدی۔ کہ ایسی چیٹھی آئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اب خراب ہوگئی رہے۔ اس کا خیال رکھا جائے۔ مگر جب ہم نے گورنمنٹ سے اس بارہ میں دریافت کیا۔ تو اس نے انکار کردیا۔ کہ ایسا کوئی سرکلر نہیں گیا۔ مگر خدا تعالےٰ جب پکڑتا ہے۔ تو ایسا پکڑتا ہے۔ کہ کوئی جواب نہیں بن پڑتا۔ اس نے ہمارے لئے یہ سامان کردیا۔ کہ راولپنڈی کے ایک تھانہ کی پولیس کا ایک ہیڈ کانسٹیبل ایک احمدیہ جماعت کے ہاں گیا۔ اور کہا۔ کہ جن لوگوں نے قادیان جانا ہے (یہ جلسہ کا موقعہ تھا) وہ اپنے نام لکھوائیں۔ حکومت کی طرف سے یہ ہدایت آئی ہے۔ کہ جو لوگ قادیان جانا چاہیں۔ ان کی نگرانی کی جائے۔ (گویا جس طرح

چوہڑوں اور سانسیوں کی نگرانی

کی جاتی ہے۔ اسی طرح قادیان آنے جانے والے احمدیوں کی نگرانی کا فیصلہ کیا گیا تھا) اس جماعت نے مجھے اسکی اطلاع دی۔ اور ہم نے حکومت کو لکھا۔ کہ اب بتاؤ۔ اس کا کیا جواب ہے۔ مگر اس کا کوئی جواب اس کے پاس نہ تھا۔ وہ صرف یہ کہتے رہے کہ ہم نے کوئی ایسا آرڈر نہیں دیا۔ اور آخر میں کہا۔ کہ آپ اس معاملہ میں زیادہ زور نہ دیں۔ اور

بات ختم کردیں

ہم نے اس بارہ میں ضلع میں بھی تحقیق کی۔ اور معلوم ہؤا۔ کہ اس تھانہ میں خفیہ آرڈر آیا تھا۔ تھانیدار اتفاق سے چھٹی پر تھا۔ اور حوالدار انچارج تھا۔ وہ شراب کا عادی تھا۔ اور نشہ کی حالت میں تھا۔ ہدایت پر کانفیڈنشل لکھا ہؤا تھا۔ لیکن اس نے نشہ کی حالت میں اس کا خیال نہ کیا۔ اور جھٹ پروانہ دے کر وہاں جا پہنچا۔ آخر جب ہم نے بار بار اس کا جواب مانگا۔ تو چیف سکرٹری نے کہا۔ کہ بس اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ زیادہ تنگ نہ کریں۔ اور اب اس سوال کا جواب نہ مانگیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں ہماری ایسی مدد فرمائی۔ کہ بار بار حکومت کو اپنی غلطی تسلیم کرنی پڑی۔ خود گورنر ان کونسل کی چیٹھی میرے پاس محفوظ ہے۔ اور

اگر یہ جلسہ ہؤا۔ تو خدشہ ہے مجھے اسے شائع کرنا پڑے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس طرح بعض ذمہ دار افسروں نے اس موقعہ پر

صریح جھوٹ سے کام لیا

تھا۔ کہ ایک چیٹھی میں تو لکھا ہے۔ کہ آپ کی فلاں چیٹھی کی وجہ سے یہ کارروائی کی گئی تھی۔ اور دس دن کے بعد ایک اور چیٹھی آئی۔ کہ اگر آپ کی فلاں چیٹھی کا ہمیں پتہ ہوتا۔ تو ایسا نہ کیا جاتا۔ تو یہ واقعات ایسے ہیں۔ جن سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں گورنمنٹ کو دھوکہ دیا گیا۔ اور اسے بھی اس دھوکا کی وجہ سے اپنے افسروں پر اعتبار کرکے بعض ایسی باتیں کہنی پڑیں۔ جو غلط تھیں۔ اور جن کی وجہ سے بعد میں اسے ندامت اٹھانی پڑی۔ انہی دنوں میں

پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس

چھٹی پر ولایت گئے ہوئے تھے۔ میں نے درد صاحب کو لکھا۔ کہ آپ ان سے ملیں اور پوچھیں۔ کہ یہ کیا باتیں آپ لوگ کر رہے ہیں۔ قادیان کا جلسہ اور اس موقعہ پر امام جماعت احمدیہ کو نوٹس آخر کس عقلمندی کا نتیجہ تھا۔ درد صاحب ان سے ملے تو انہوں نے بتایا۔ کہ اصل میں ہمیں دھوکا دیا گیا تھا۔ پہلے ڈپٹی کمشنر نے چیف سکرٹری کو فون کیا۔ کہ احمدی لوگوں کو باہر سے بلوا رہے ہیں۔ اور ضرور فساد ہو جائے گا۔ اس پر گورنر نے سی۔ آئی۔ ڈی سے دریافت کیا۔ اس کے پاس آپ کی وہ چیٹھی پہنچ چکی تھی۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ لوگوں کو باہر سے بلانے والی چیٹھی منسوخ کردی گئی ہے۔ آئی۔ جی نے درد صاحب سے بیان کیا۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی والوں نے وہ چیٹھی مسل کے ساتھ شامل کردی مگر جو افسر وہ مسل دینے کے لئے آیا۔ وہ زبانی یہ کہہ گیا۔ کہ احمدیوں نے آدمی بلوانے والی

چیٹھی کو منسوخ کرنے سے انکار

کردیا۔ حکومت نے اس مسل کو دیکھے بغیر اس افسر کی زبان پر اعتبار کرکے نوٹس جاری کردیا۔ بعد میں جب آپ نے احتجاج کیا۔ اور اس چیٹھی کو دیکھا گیا۔ تو اس میں یہ لکھا ہؤا تھا۔ کہ پہلی چیٹھی منسوخ کردی گئی ہے۔ اس زمانہ میں بعض افسروں نے

ہمیں بھی اور حکومت کو بھی دھوکا

دینا چاہا۔ ہمارے تو وہ مخالف تھے۔ اسلئے دینا ہی تھا۔ اور ہم ان کے دھوکہ میں آئے بھی نہیں۔ لیکن مشکل گورنمنٹ کے لئے تھی۔ ایک

طرف تو وہ ان دھوکہ دینے والے افسروں کی حفاظت کرنا چاہتی تھی۔ اور دوسری طرف ان کے جھوٹوں کی وجہ سے اسے ندامت اٹھانی پڑتی تھی۔ اور وہ ایسی مصیبت میں مبتلا تھی۔ کہ کوئی جواب نہ بن پڑتا تھا۔ اور

اب اگر جلسہ ہو

تو معلوم نہیں۔ حکومت اب کیا جواب دے سکے گی۔ اس وقت کے لئے تو یہ جواب تھا۔ کہ ایسے افسر تھے۔ جو غلط رپورٹیں کرتے تھے۔ اور اس لئے اس نے کہہ دیا۔ کہ ہمیں دھوکا دیا گیا۔ مگر اس دفعہ اگر جلسہ ہو۔ تو ہم کیا سمجھینگے جب ایک دفعہ اس جلسہ کا تجربہ ہو چکا۔ اور اس کے فسادات ظاہر ہو چکے۔

نتائج کا علم

ہو چکا۔ اور گورنمنٹ کو اپنی غلطی کو تسلیم بھی کرنا پڑا۔ اور سب سے بڑے افسر نے خود یہ وعدہ کیا۔ کہ آئندہ یہاں اس قسم کا جلسہ نہیں ہوگا۔ تو اگر اب یہ ہو۔ تو لازماً اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ اب حکومت دیدہ دانستہ اس رستے پر چل رہی ہے۔ جس پر چار سال قبل اس نے غلطی سے قدم مارا تھا۔ اس وقت کی غلطی کو تو

ماتحت افسروں کی دھوکہ دہی

کی طرف منسوب کردیا گیا تھا۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کہ اس نے دیدہ دانستہ ایسا کیا۔ لیکن اگر اب ہو۔ تو اس کے صاف معنی یہ ہوں گے۔ کہ وہ دیدہ دانستہ فساد چاہتی ہے۔ مجھے گورنمنٹ کی طرف سے ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ آیا یہ جلسہ ہونے دیگی۔ یا نہیں (اس خطبہ کے بعد اطلاع مل چکی ہے۔ کہ حکومت نے اس جلسہ کو روک دیا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ ہمارے آدمیوں سے بعض مقامی افسروں نے کہا تھا۔ وہ ان کا ذاتی خیال تھا۔ حکومت کا خیال نہ تھا۔ بہر حال حکومت نے ایک منصفانہ اقدام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ

ہمارے شکریہ کی مستحق

ہے) لیکن میں حیرت میں ہوں۔ کہ جیسا کہ میں نے سنا ہے۔ بعض مقامی حکام نے کہا ہے۔ کہ اسے روکنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر یہ جلسہ ہو۔ تو گورنمنٹ کیا جواب دے گی۔ ہم کو اور دوسرے شرفاء کو۔

تیسرا نقطۂ نگاہ اس کے متعلق ہماری جماعت کے لحاظ سے ہے۔ اگر تو یہ تبلیغی جلسہ ہے۔ تو

ہمارے لئے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں

اگر کوئی تبلیغ کے لئے آتا ہے۔ تو بے شک آئے۔ وہ ہمیں تبلیغ کرے۔ ہم اسے کریں گے۔ اور اگر وہ تبلیغ کی حد تک محدود رہیں۔ تو یقیناً ان کا آنا آخر کار ہمارے لئے مفید ہوگا۔ ہمارے پاس سچائیاں ہیں۔ اور موٹی سے موٹی دلیلیں ایسی ہیں۔ جن سے ان کے اعتراضات ہوا میں اڑ جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو اللہ تعالےٰ نے ایسے ثبوت اور براہین عطا کئے ہیں۔ اور ایسے نشانات آپ کی تائید کے ظاہر فرمائے ہیں۔ کہ ہم یہ خیال بھی نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی دشمن ہمارے خیالات کو مشتبہ یا مشوش کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان تقریروں سے مشوش ہو سکتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے درجہ کو سمجھا ہی نہیں۔ پس ان تقریروں سے کسی احمدی کو گھبرانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور ان کی تردید نہایت معمولی دلائل سے ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص دن کو کہدے کہ رات ہے۔ تو ہر شخص آسمان کو دیکھے گا۔ اور کہدے گا۔ کہ یہ غلط کہتا ہے۔ ہے تو یہ

ایک لغو سا لطیفہ

مگر نقشہ اس میں اچھا کھینچا گیا ہے۔ کہتے ہیں۔ کسی کو گانجا کھانے یا پینے کی عادت تھی۔ مجھے پتہ نہیں۔ اسے کھاتے ہیں یا پیتے ہیں۔ ایک دن موسم اچھا تھا۔ اور وہ اپنے دل میں سرور اور لذت محسوس کر رہا تھا۔ وہ اس دوکاندار کے پاس گیا جس سے گانجا لیا کرتا تھا۔ اور اسے کہا۔ کہ دیکھو۔ میں دس بارہ سال سے تمہارا خریدار ہوں۔ اور تم جانتے ہو۔ تم گانجا اچھا دو۔ یا بُرا۔ میں نے کبھی شکایت نہیں کی۔ لیکن آج میں تم سے یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ ایسا اچھا گانجا دو۔ کہ جس سے بہت ہی نشہ ہو۔ آج میرا دل سرور چاہتا ہے۔ دوکاندار نے گانجا دیا۔ جسے اس نے استعمال کیا۔ اس کے بعد وہ حمام میں گیا۔ اور وہاں غسل کیا۔ اور اسے بہت غصہ آیا۔ کہ مجھے دوکاندار نے میری تاکید کے باوجود ایسا گانجا دیا۔ کہ جس سے کوئی نشہ نہیں ہؤا۔ چنانچہ وہ دوکاندار کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے تمہیں پرانا خریدار ہونے کا واسطہ دے کر سوال کیا تھا۔ اور اتنی تاکید کی تھی۔ مگر پھر بھی تم نے ایسا گانجا دیا۔ کہ جس سے کوئی نشہ نہیں ہؤا۔ دوکاندار نے جواب دیا۔ کہ میری زبان کا تو تمہیں اعتبار نہیں ہوگا۔ اس لئے میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ ذرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر جھکا کر اپنے جسم کو دیکھو۔ نشہ ہُوا ہے یا نہیں۔ اس نے دیکھا۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ نشہ کی حالت میں وہ حمام سے ننگا ہی نکل آیا ہے اور جب اس نے نگاہ ڈالی۔ تو شرمندہ ہو کر وہاں سے بھاگا۔ تو سچائی پر کون پردہ ڈال سکتا ہے۔ کوئی ہزار باتیں بنائے۔ صداقت کو نہیں چھپا سکتا۔

اسی سفر سندھ میں ایک دن کسی بات پر مجھے

سخت تکلیف اور رنج

تھا۔ اور سارا دن میری طبیعت پر اس کا اثر رہا۔ شدید گھبراہٹ تھی۔ رات کو میں نے بہت دعا کی۔ اور جب سویا۔ تو

ایک رؤیا

دیکھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ جیسے مَیں کسی غیر ملک میں ہوں۔ اور وہاں سے دوسرے ملک کو واپسی کا سفر اختیار کرنے والا ہوں۔ میرے ساتھ خاندان کی بعض مستورات بھی ہیں۔ اور بعض مرد بھی۔ خواب میں مَیں سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں انگلستان میں ہوں۔ اور فرانس سے ہو کر مشرق کی طرف آرہا ہوں۔ ہم ریل پر سوار ہونے کے لئے پیدل جا رہے ہیں۔ ریل کے سفر کے بعد جہاز پر چڑھنے کا خیال ہے۔ چلتے ہوئے ہم ایک خوبصورت چوک میں پہنچے۔ جہاں ایک عالیشان مکان ہے۔ اور اس کا مالک کوئی انگریز ہے۔ مجھے کسی نے آکر کہا۔ کہ اس کا مالک اور اسکی بیوی آپ سے چند منٹ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ تھوڑی سی تکلیف فرما کر وہاں چلیں۔ تو بہت اچھا ہو۔ میں نے اس سے ملنا منظور کر لیا۔ اور مَیں بھی اور میرے ساتھ کی مستورات بھی اس مکان میں گئیں۔ عورتیں جا کر اسکی بیوی کے پاس بیٹھ گئیں۔ اور باتیں کرنے لگیں۔ اور میں اس آدمی کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ مختلف علمی باتیں ہوتی رہیں۔ گفتگو کوئی مذہبی نہیں تھی۔ بلکہ علمی تھی۔ مثلاً یہ کہ مستشرقین یعنی عربی دان انگریز کون کون سے ہیں۔ نیز بعض تمدنی تحقیقاتوں کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ باتوں میں اس نے

عبدالحی عرب کا ذکر

کیا۔ اور کہا۔ کہ اس نے فلاں انگریز کو عربی پڑھائی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ میں عبدالحی کو جانتا ہوں۔ وہ بوجہ عرب ہونے کے خراب شدہ عربی بول لیتے ہیں۔ مگر عربی کے کوئی عالم نہیں ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ خیر کتاب پڑھانا کیا مشکل ہوتا ہے۔ لغت کی کتابیں دیکھ کر پڑھایا جا سکتا ہے۔ جب وہاں سے چلنے لگے ہیں۔ تو میں اپنے دل میں ڈرا ہوں۔ کہ اسکی بیوی اب مجھ سے مصافحہ کرے گی۔ اور میں اسے کہتا ہوں۔ کہ آپ بُرا نہ منائیں۔ ہمارا مذہبی حکم ہے۔ کہ

عورتوں سے مصافحہ جائز نہیں

یہ سُن کر اس کے چہرہ پر تو تغیر پیدا ہوا۔ مگر اس نے جواب دیا۔ کہ اگر آپ کے مذہب کا یہ حکم ہے۔ تو پھر بُرا منانے کی کیا بات ہے۔ اور پھر اس خیال سے کہ مجھے یہ خیال نہ ہو۔ کہ اس نے بُرا منایا ہے۔ اس نے ہنس کر کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے اس سفر کو کامیاب کرے۔ مَیں وہاں سے چلا۔ اور مستورات کے ساتھ نیچے آیا ہوں۔ تو بعض دوست نیچے کھڑے ہیں۔ جن میں

میر محمد اسماعیل صاحب اور درد صاحب

بھی ہیں۔ میں ان سے بات چیت کرتا۔ اور کہتا ہوں۔ کہ اب ہمیں چلنا چاہیئے۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ کہ شاید آپ کو خیال نہیں رہا۔ کہ بڑی دیر ہو گئی ہے۔ رات کے دس بج چکے ہیں۔ اور اب تو گاڑی جا چکی ہو گی۔ پھر وہ مجھے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ نے کھانا کھا لیا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ نہیں ابھی کھانا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اہل خانہ نے بعض مہمانوں کو دو چار مرتبہ پیغام بھیجا تھا۔ کہ آجاؤ۔ تا کھانا کھا سکیں۔ اس لئے ہمارا خیال تھا۔ کہ آپ بھی کھا چکے ہیں۔ میں نے کہا۔ ممکن ہے۔ اس کا خیال ہو۔ کہ وہ آجائیں۔ تو کھالیں۔ مگر نہ وہ مہمان آئے۔ اور نہ کھانا کھلایا گیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اب کیا کیا جائے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ ہوائی جہاز میں جا کر جہاز کو پکڑ سکتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں خرچ بہت زیادہ ہو گا۔ کل کیوں نہ چلے جائیں۔ اس وقت خواب میں مَیں محسوس کرتا ہوں۔ کہ گویا ہم مصر میں ہیں۔ اور حج کے لئے جا رہے ہیں۔ میری یہ بات سُنکر غالباً غالباً درد صاحب نے کہا۔ کہ ہمارا ابھی یہی خیال تھا۔ کہ کل چلے جائیں۔ تو اچھا رہے گا۔ اس پر مَیں نے کہا۔ کہ ہمیں ایک دن مل گیا ہے۔ کیوں نہ قاہرہ مستورات کو دکھا لیں۔ گویا اس وقت ہم کسی ساحل بحر کے شہر میں ہیں۔ انہوں نے میری اس رائے کی تصدیق کی ہے۔ مگر معاً مجھے خیال آیا۔ کہ قاہرہ تو میں نے دیکھا ہُوا ہے۔ (اور واقعی دیکھا ہُوا ہے) سکندریہ نہیں دیکھا۔ وہاں چلے چلیں۔ مستورات نے تو نہ قاہرہ دیکھا ہے۔ اور نہ سکندریہ۔ اس لئے ان کے واسطے تو برابر ہے۔ خواہ کہیں چلے جائیں۔ بہر حال اسی وقت میں وہ ایک ہی شہر دیکھ سکتی ہیں۔ مگر مجھے

سکندریہ دیکھنے کا موقعہ

مل جائے گا۔ اس پر مولوی ابوالعطاء صاحب جو اس وقت سامنے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ مجھے بھی یہی خیال آرہا تھا۔ کہ آپ سے کہوں۔ کہ آپ سکندریہ ہو آئیں۔ اتنے میں ذوالفقار علی خاں صاحب نظر آئے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ یہاں کے تجار کے بعض لیڈر جو گویا ان کی مجلس اعلےٰ کے ممبر ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ایک دو منٹ ہی لیں گے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ وقت بہت ہو گیا ہے ابھی ہم نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ اور صبح روانہ ہونا ہے۔ مگر خیر آپ ان کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ آئے اور ایک

نیم دائرہ کی صورت میں

کھڑے ہو گئے۔ ان میں بعض ترکی لباس میں ہیں۔ اور بعض عربی ہیں۔ مَیں ان سے مصافحہ کرتا ہوں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ جہاں ہم ہیں۔ وہاں سنگ مرمر کا اچھا فرش ہے۔ اس پر کپڑے بچھا دیئے گئے۔ اور ہم اس پر بیٹھ گئے۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ ہمیں ہندوستان میں عربی میں گفتگو کرنے کی مشق نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر میں آہستہ آہستہ بات کروں۔ تو آپ گھبرائیں نہیں۔ آپ کا جواب بہر حال آجائے گا۔ اس پر ان میں سے ایک نے نہایت خطرناک بگڑی ہوئی گنواری عربی زبان میں کوئی بات کی۔ مَیں نے اسے کہا۔ کہ ہم تو قرآن کریم کی زبان ہی جانتے ہیں۔ آپ لوگوں کی بگڑی ہوئی زبان نہیں سمجھتے بلکہ ہم میں سے بعض تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی عربی عربی ہی نہیں۔ اس پر ایک شخص ان میں سے کہتا ہے۔ کہ ہاں ہماری زبان بہت خراب ہو گئی ہے۔ اور قرآنی زبان سے بہت دور جا چکی ہے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک شخص جس نے ترکی لباس پہنا ہُوا ہے۔ مجھے کہتا ہے۔ کہ کیا میں انگریزی میں گفتگو کروں۔ اس کے بعد کوئی وجہ تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم اس جگہ کو چھوڑ کر تھوڑے فاصلہ پر ہی دوسری جگہ پر جا بیٹھے ہیں۔ اس جگہ کی تبدیلی کی کوئی وجہ مجھے معلوم نہیں۔ شاید اندھیرا تھا۔ اور ہم روشنی میں آنا چاہتے تھے۔ خیر اس جگہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ اور نتیجہ یہ نکالا۔ کہ یہ شخص مامور کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس وقت مجھے یہ احساس ہے۔ کہ ان میں سے ایک شخص

احمدیت سے متاثر

ہو چکا ہے۔ اور یہ لوگ اسلئے نہیں آئے۔ کہ خود تحقیق کریں۔ بلکہ ان کی غرض یہ ہے۔ کہ اسے خراب کریں۔ اور ان میں سے ایک ہنس کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب لجۃ النور یا شاید کسی اور کتاب کا نام لیتا اور کہتا ہے۔ کہ وہ کتاب ہو۔ تو ہم اس میں سے حوالہ پڑھ کر بھی سنا سکتے ہیں۔ ان کے سوال کے جواب میں میں نے عربی زبان میں جواب دینا شروع کیا۔ اور اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے ایک اہل زبان قادر ہوتا ہے۔ میں

بے تکلفی سے عربی زبان میں باتیں

کر رہا ہوں۔ اور کوئی حجاب معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ اعتراض تو ہر بڑی سے بڑی سچائی پر بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسی صداقت نہیں۔ جس پر لوگوں نے اعتراض نہ کئے ہوں۔ اور یہ سوال بے شک آپ کے نزدیک وقیع ہوں۔ مگر میں تو اس وقت چند منٹ سے زیادہ آپ لوگوں کو نہیں دے سکتا۔ ہم نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا۔ اور پھر صبح سکندریہ جانا ہے۔ اور وہاں سے واپس آکر حج کے لئے روانہ ہونا ہے۔ اگر دو چار منٹ میں مَیں آپ کے سوالات کا جواب دوں۔ تو اول تو آپ کی تسلی نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر ہو بھی جائے۔ تو آپ کہیں گے ابھی فلاں سوال رہ گیا۔ اور اگر میں ان کا جواب نہ دوں گا۔ تو آپ کہیں گے۔ آتا نہیں تھا۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ان پر اور اعتراض پڑتے ہوں۔ پھر ان کا جواب دینا ضروری ہو گا۔ اور اتنا وقت میرے پاس نہیں۔ اس کا حل میں ایک آسان ترکیب سے کر دیتا ہوں۔

ہر صداقت کے متعلق کچھ گُر

ہوتے ہیں۔ جن سے اسکو پرکھا جا سکتا ہے پس قرآن کریم نے جو گُر بیان کئے ہیں۔ اگر تو ان کے رو سے یہ ثابت ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ سچا ہے۔ تو پھر اعتراضات کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ ہمارے خیال کی غلطی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم غلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ان گُروں کے رو سے آپ سچے ثابت نہ ہوں۔ تو خواہ ایک بھی اعتراض آپ پر نہ پڑے۔ آپ جھوٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں گے۔ پھر مَیں ان سے کہتا ہوں۔ کہ میں آپ لوگوں کو

قرآن کریم کا ایک گُر

بتاتا ہوں۔ جو سورہ فاتحہ میں بیان ہے۔ اور یہ بیان کرنے سے پہلے مَیں نے جو فقرے کہے۔ وہ مجھے ابھی تک یاد ہیں۔ مَیں نے کہا۔ کہ وہ گُر ایسی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ جو قرآن کریم کی ابتدار میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے۔ اور جسے نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے اور وہ سورہ فاتحہ ہے۔ اس کے بعد میں نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اور کہا۔ کہ اس صورت میں اللہ تعالےٰ نے تین گروہ بیان کئے ہیں۔ انعمت علیہم۔ المغضوب۔ اور الضالین اور بتایا ہے۔ کہ دنیا میں یا تو وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ کے انعام نازل ہوئے۔ یا جن پر اس کا غضب بھڑکا۔ اور یا ضال جنہوں نے خدا تعالےٰ کے راستہ کو چھوڑ دیا۔ اور بندوں کو خدا کی جگہ دے دی۔ غرض یہ

تین گروہ

ہی قرآن کریم نے بیان کئے ہیں۔ منعم علیہ۔ مغضوب اور ضال۔ اگر تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام منعم علیہ گروہ میں شامل ہیں۔ تو خواہ ان پر کتنے اعتراض ہوں۔ آپ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ اور اگر مغضوب یا ضال میں سے ہیں۔ تو پھر خواہ ایک بھی اعتراض نہ ہو۔ آپ سچے نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک

چھوٹا سا نکتہ

ہے۔ جس کے ماتحت ہم دیکھ لیتے ہیں۔ کہ آپ کس گروہ میں ہیں۔ میں جس وقت یہ تقریر کر رہا ہوں۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ مصریوں میں سے ایک شخص اس طرح سر ہلا رہا ہے۔ کہ گویا اس سے متاثر ہے۔ اس پر اس کے ساتھی ڈر رہے ہیں۔ اور انہوں نے خیال کیا۔ کہ پہلے جو شخص متاثر تھا۔ ہم تو اسے بگاڑنے کے لئے آئے تھے۔ مگر اب تو یہ ڈر ہے۔ کہ اسے بگاڑنے کے بجائے اور بھی متاثر نہ ہو جائیں اس لئے جو اشد مخالف ہیں۔ وہ ہنسکر کہتے ہیں۔ کہ اجی ان باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ آپ

اصل سوال کا جواب

دیں۔ مَیں پھر کہتا ہوں۔ کہ سوالات تو ہزاروں ہیں۔ اگر میں آپ کے اس سوال کا جواب دوں۔ تو اول تو اتنے تنگ وقت میں آپ کی تسلی ممکن نہیں۔ اور اگر ہو بھی جائے۔ تو باقی سوال رہ جائیں گے۔ اور آپ کو ہدایت کا موقعہ نہیں مل سکے گا۔ اگر آپ کو اپنی ہدایت مقصود ہے۔ تو آپ یہ طریق کیوں اختیار نہیں کرتے۔ یہ کہہ کر مَیں اس شخص کی طرف دیکھتا ہوں۔ جس کے متعلق مجھے خیال ہے۔ کہ اس کے دل میں ہدایت ہے۔ اور جسے بگاڑنے کے لئے وہ لوگ گفتگو کرنے آئے ہیں۔ اور اس کے چہرہ کو دیکھ کر اندازہ کرتا ہوں۔ کہ یہ شخص بھی کہیں یہ نتیجہ تو نہیں نکال رہا۔ کہ میں بات ٹال رہا ہوں۔ لیکن میں نے دیکھا۔ کہ اس کے چہرہ پر

یقین اور سرور کے آثار

ہیں۔ جب اسکی نظر میری نظر سے ملی۔ تو اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ کہ اچھا آپ سورہ فاتحہ پڑھ کر دعا کریں۔ اور میں دعا شروع کرتا ہوں۔ وہ لوگ بھی میرے ساتھ دعا میں شریک ہوتے ہیں۔ مگر کچھ دیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے جب دعا ختم کی۔ تو وہ شخص میرے سامنے آیا۔ اور اپنا سر زمین پر اس طرح رکھ کر کہ ایک کلہ نیچے اور دوسرا اوپر کی طرف ہے زمین پر لیٹ گیا۔ وہ رو رہا ہے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر پھیرتا ہے۔ گویا برکت حاصل کر رہا ہے۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ

سورہ فاتحہ کا یہ مضمون

میں نے پہلے کبھی بیان کیا ہو۔ یہ ایک قرآنی نکتہ ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم نے بنا لیا ہے۔ ایسی موٹی دلیل ہے۔ کہ کوئی شخص سچائی سے گریز نہیں کر سکتا۔ تین ہی گروہ اللہ تعالےٰ نے مقرر کئے ہیں۔ کوئی مغضوب اور ضال اور منعم علیہ نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی آیت قرآن کریم کی ایسی نہیں۔ جو ثابت کرے۔ کہ خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھنے اور افترا کرنے والا مغضوب اور ضال نہیں ہوتا۔ اور اس پر خدا تعالےٰ خوش ہو سکتا ہے۔ یہ ایسا زبردست نکتہ ہے۔ کہ کہیں پیش کرو۔ اس کا کوئی جواب کسی سے نہیں بن پڑے گا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں ایسے نکتے ہیں۔ کہ جن کو سامنے رکھ کر اگر حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا کہا جائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی اور قرآن کریم کو بھی جھوٹا کہنا پڑتا ہے۔ اور سینکڑوں ایسے نکتے ہیں۔ کہ جن کو سامنے رکھ کر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن کریم کو سچا تسلیم کیا جائے۔ تو مجبوراً

حضرت مرزا صاحب کو سچا ماننا پڑتا ہے

پس ایسے جلسوں سے ہمیں کیا گھبراہٹ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسے دلائل دیئے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ میں ایسا زندہ قرآن دیا ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں کوئی شُبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر ان سب باتوں کے علاوہ تازہ

الہام اور رویاء و کشوف

ہیں۔ جن کی جماعت میں اتنی کثرت ہے۔ کہ کوئی شخص انکار کر ہی نہیں سکتا۔ اور ان باتوں کی موجودگی میں احرار کا جلسہ ہمارے لئے کسی گھبراہٹ کا موجب نہیں۔ باقی رہ گیا سوال رعب کا۔ تو یاد رکھو۔ کہ تم زندہ خدا کی جماعت ہو۔ بے شک تم میں کمزور بھی ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں۔ جو جھوٹ بول لیتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں۔ جو میں نے سُنا ہے۔ کہ پولیس کے ایجنٹ ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں۔ جو چوریاں بھی کر لیتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ جماعت کا حصہ نہیں ہیں۔ ان کا احمدی کہلانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی بھیڑیا بھیڑ کی کھال پہن لے۔ ایسے خبیث الطبع لوگ احمدیت سے دور ہیں۔ احمدی وہی ہیں۔ جو سچائی پر قائم ہیں۔ جو اپنے اخلاص تقوےٰ اور رضاء الٰہی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ایسی

پاکبازوں کی جماعت

کو دنیا میں کوئی ڈرا نہیں سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ غار ثور میں موجود تھے۔ کہ دشمن سر پر پہنچ گیا اور کھوج لگانے والے نے کہا۔ کہ یا تو آپ اس غار میں ہیں۔ اور یا آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اس سے آگے نہیں گئے۔ حضرت ابوبکر رضؓ اس موقعہ پر گھبراتے ہیں۔ مگر آپؐ فرماتے ہیں۔ لا تحزن ان اللّٰہ معنا ابوبکر ڈرو نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس ان بزدلوں۔ بدگہروں اور شریر النفسوں کو چھوڑ کر جو

احمدیت کی ہتک کرنے والے

اور اپنے بُرے نمونہ سے اسے بدنام کرنیوالے ہیں۔ مخلصین سے میں کہتا ہوں۔ کہ ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ احراری اور گورنمنٹ کے وہ عہدہ دار جن کے دلوں میں ہمارا بغض ہے۔ بلکہ اگر کسی وقت دنیا کی ساری گورنمنٹیں بھی اکٹھی ہو کر آئیں۔ تو احمدیت کا بال بیکا نہیں کر سکتیں۔ وہ طاقتیں اور حکومتیں خود تباہ ہو جائینگی۔ مگر احمدیت

کامیاب اور مظفر و منصور

ہو کر رہے گی۔

اس کے بعد حضور نے نماز پڑھائی۔ اور سلام پھیرنے کے ساتھ ہی فرمایا۔ کہ سب دوست اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ حضور پھر ممبر پر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ نماز کے اختتام کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا۔ کہ خواب میں جو دلیل بیان کرنے لگا تھا۔ اور جس کے بیان کرنے سے خواب والے معترضین نے مجھے روک دیا تھا۔ وہ میں اب اختصار کے ساتھ بیان کر دوں۔ وہ دلیل یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب سورہ فاتحہ بہت دفعہ سکھائی۔ تو متواتر سکھانے پر ایک دفعہ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ مغضوب کون ہیں۔ اور ضال کون۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ

مغضوب سے مراد یہودی

اور

ضال سے مراد نصارےٰ

ہیں۔ اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں کی تشریح فرما دی۔ یہودیت اپنی ذات میں کوئی بری چیز نہیں۔ یہودی حضرت موسیٰ عہ کی قوم ہیں۔ اور آپ کے لائے ہوئے مذہب پر چلنے والے۔ وہ مغضوب ان خرابیوں کی وجہ سے قرار پائے۔ جو بعد میں ان میں پیدا ہوئیں۔ اور ان خرابیوں میں سے سب سے بڑی جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ اور ضال کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے۔ کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا دیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریح کے مطابق یہ کہ وہ کون بنتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو کام

تو بہت نمایاں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور دوسرا یہ کہ حضرت مسیح ناصری عہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کی طرف جو ایسے معجزے منسوب کئے جاتے ہیں۔ جو الوہیت کی شان رکھتے ہیں۔ وہ غلط ہیں۔ اور یہ دونوں کام آپ کو زمرہ مغضوب و ضال سے باہر ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ مغضوب تو وہ ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح کا انکار کیا۔ اور آپ نے تو خود مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور سب سے پہلے اس دعویٰ پر ایمان لائے۔ اور ضال وہ ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ کی طرف خدائی صفات منسوب کرتے ہیں۔ اور آپ نے حضرت عیسیٰ عہ کی خدائی کی گویا ٹانگ توڑ دی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کیپٹن ڈگلس (جو اب کرنیل ہیں) جب اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہو کر آئے۔ تو چونکہ وہ متعصب عیسائی تھے۔ انہوں نے یہاں آتے ہی کہا۔ کہ یہ شخص ہمارے خدا کو مارتا ہے۔ اسے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ گو بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی۔ اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مقدمہ میں جو ایک پادری کی طرف سے تھا۔ اعلےٰ انصاف سے کام لیا۔ اور اب تک اس نشان کا خود ذکر دوسروں سے کرتے رہتے ہیں۔ تو آپ نے

الوہیت مسیح پر ایسی کاری ضرب

لگائی ہے۔ کہ خود عیسائی بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسی سال کا ایک لطیفہ ہے۔ کہ ہماری لاہور کی جماعت نے انگریزی میں ایک ٹریکٹ شائع کیا۔ جس میں حضرت مسیح کی قبر کا فوٹو اور حالات درج تھے۔ وہ ٹریکٹ ایک دوست انگریزوں میں تقسیم کر رہے تھے۔ کہ ایک دس بارہ سال کی لڑکی آواز سنکر ٹریکٹ لینے کے لئے اپنے گھر سے باہر آگئی۔ اور ٹریکٹ لے کر جب اسے دیکھا۔ تو زور سے چھلانگ لگائی۔ اور زور سے چلّا کر کہا۔ ابا اماں ہمارا خدا مر گیا۔ یہ اسکی قبر ہے۔ تو جس شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر کے الوہیت مسیح کے عقیدہ کو باطل ثابت کر دیا ہے۔ وہ ضال کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور جو خود مدعی مسیحیت ہو۔ وہ مغضوب علیہم میں سے کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ دونوں کارنامے آپ کو قطعی طور پر

مغضوب اور ضال کے زمرہ سے باہر

نکالتے ہیں۔ اب تیسری بات انعمت علیہم کی رہ گئی۔ سو اس بارہ میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آپ نے شروع میں ہی اللہ تعالےٰ سے یہ الہام پایا۔ کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو دنیا پر ظاہر کر دیگا"۔ ایک اکیلا شخص جو بالکل گمنام تھا۔ یہ دعویٰ کرتا ہے۔ اور آج اس کے نام کی برکت سے اس گاؤں کو جس کے متعلق خود حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ یہ ایک کور دیہہ تھا۔ اتنی ترقی ہوئی ہے۔ کہ آج یہاں جمعہ کی نماز میں اتنے لوگ ہیں۔ کہ بہت کم شہروں میں ہوتے ہوں گے۔ ہندوستان میں ایک لاکھ سے زیادہ آبادی رکھنے والے شہر پچاس سے

زیادہ ہیں۔ اور ہزاروں کی آبادی والے تو سینکڑوں ہیں۔ مگر ان شہروں میں سے سوائے تین چار ایسے شہروں کے جن کی آبادی دو تین لاکھ سے زیادہ ہے۔ کسی جگہ بھی اتنے آدمی جمعہ کے لئے ایک مسجد میں جمع نہیں ہوئے۔ جتنے قادیان میں ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ

سب کے سب باہر سے آئے ہوئے ہیں

الا ماشاء اللہ۔ کوئی صوبہ سندھ کا ہے۔ کوئی بمبئی کا اور کوئی سرحد کا۔ پھر پنجاب کے مختلف حصوں کے لوگ ہیں۔ عرب۔ سماٹری۔ جاوی۔ اور افریقی ہر قوم کے آدمی موجود ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں۔ کہ جس میں اللہ تعالےٰ نے آپ سے فرمایا۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یعنی اب وقت آگیا ہے۔ کہ خدا تیری مدد کرے۔ اور تجھے لوگوں میں معروف کرے۔ اور آج

اس گاؤں کو اتنی اہمیت

حاصل ہے۔ کہ احراری سارے پنجاب کو چھوڑ کر یہاں جلسہ کے لئے آتے ہیں۔ اور جیسا کہ اخبار "الفضل" میں ان کے ایک مولوی کی تقریر چھپی تھی۔ اس نے کہا۔ کہ اگر مکہ پر بھی حملہ ہو۔ تو بھی میں قادیان میں رہنا زیادہ ضروری سمجھوں گا۔ گویا ایک اکیلا شخص جس نے دعویٰ کیا تھا۔ آج اتنا طاقتور ہو چکا ہے۔ کہ بعض مولوی کہلانے والے مکہ کو خطرہ میں چھوڑ دینا آسان سمجھتے ہیں۔ مگر بقول ان کے قادیان کے فتنہ کے مدنظر وہ اس حالت میں بھی قادیان کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ یہ

دشمن کی گھبراہٹ

ہی ثابت کر رہی ہے۔ کہ آپ کو کس قدر قوت حاصل ہو چکی ہے۔ یہاں احرار کی طرف سے جلسہ کے انعقاد کی کوشش ہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہم انعمت علیہم ہیں۔ اور دشمن مغضوب اور ضال کے زمرہ میں شامل ہے۔ مغضوب حضرت مسیح کے منکر ہیں۔ اور یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں۔ کہ جھوٹا سمجھ کر انکار کرتے ہیں۔ یہودی بھی تو حضرت مسیح علیہ السلام کو جھوٹا سمجھ کر

ہی انکار کرتے ہیں۔ اور ضال حضرت عیسیٰ کی طرف خدائی صفات منسوب کرتے ہیں۔ اور یہ بھی آپ کی طرف خدائی صفات منسوب کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح پرندے پیدا کرتے تھے۔ اور غیب کی خبریں بتا دیتے تھے۔ اور اب تک آسمان پر بغیر کھانے پینے کے زندہ ہیں۔ اور مردہ زندہ کیا کرتے تھے۔ اور یہ سب خدائی صفات ہیں۔ جو یہ آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ یہ حضرت عیسیٰ کو خدا کہتے نہیں۔ یہ کوئی بات نہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے

جرمنی کا ایک بادشاہ

ولیم تھا۔ اس کا ایک سفید رنگ کا گھوڑا تھا۔ جس سے اسے بے حد محبت تھی۔ وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ بادشاہ نے ڈاکٹروں اور درباریوں کو بلایا۔ اور حکم دیا۔ کہ اس کا علاج کرو۔ اگر یہ مر گیا۔ تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ انہوں نے بہت کوشش کی۔ لیکن آخر گھوڑا مر گیا۔ اب سب حیران تھے۔ کہ بادشاہ کو خبر کون دے۔ اس نے کہا ہوا تھا۔ کہ جس نے مجھے اسکی موت کی خبر سب سے پہلے دی۔ اسے فوراً قتل کر دوں گا۔ اور اگر نہ دی۔ تو سب کو مروا دوں گا۔ سب مشورہ کرنے لگے۔ کہ کس کو بھیجا جائے۔ اس کا ایک چہیتا نوکر تھا سب نے اسے تجویز کیا۔ اور اسے کہا۔ کہ تم جاؤ اور کسی ایسے انداز میں بات کرو۔ کہ جس سے سب کی جانیں بچ جائیں۔ وہ بہت زیرک آدمی تھا۔ جب بادشاہ کے سامنے پہنچا۔ تو اس نے پوچھا۔ گھوڑے کا کیا حال ہے۔ نوکر نے جواب دیا۔ کہ حضور بالکل آرام میں ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ کیا حالت ہے۔ اس نے کہا۔ حضور آنکھیں بند ہیں۔ آرام سے لیٹا ہے۔ حتیٰ کہ دم بھی نہیں ہلاتا۔ کامل سکون کی حالت ہے۔ نہ اس کا پیٹ ہلتا ہے اور نہ سینہ۔ بادشاہ نے یہ سُنکر کہا۔ کہ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ وہ مر گیا۔ اس نے کہا۔ حضور یہ الفاظ میں نے نہیں کہے۔ حضور ہی نے کہے ہیں۔ تو یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام پرندے پیدا کرتے تھے۔ اندھوں کو آنکھیں بخشتے تھے۔ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ غیب کی باتیں جانتے تھے۔ انیس سو سال سے آسمان پر بغیر کھانے کے زندہ بیٹھے ہیں۔ مگر ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ خدا تھے۔ یہ تو عیسائی کہتے ہیں۔ گویا جس امر کو اپنے عقیدہ سے ثابت کر رہے ہیں

مُنہ سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ مُنہ کا انکار ان کو ضال ہونے سے نہیں بچا سکتا۔ اور پھر ان کا عمل بتاتا ہے۔ کہ وہ ایک مدعی مسیحیت کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔ جسکی وجہ سے اگر وہ سچا ہے۔ تو یہ مغضوب قرار پاتے ہیں۔ پھر ان کا قادیان پر اس قدر حملے کرتے رہنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب جیت گئے۔ پس ان امور سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ مغضوب اور ضال کے گروہ میں ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام منعم علیہ گروہ ہیں۔ (الفضل)

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی بعمر ۳۸ یا ۳۹ سال قیصرانی قوم سکنہ اندر پہار باٹھی علاقہ کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخاں کے رہنے والے آسودہ حال زمیندار ہیں۔ جن کی دو بیویاں تھیں۔ جو فوت ہو چکی ہیں۔ جن کے بطن سے دو لڑکے دو لڑکیاں ہیں۔ مگر سب خورد سال ہیں۔ وہ کسی مخلص گھرانے کی خوبصورت متقی احمدی خاتون سے بلالحاظ قوم بیوہ ہو یا مطلقہ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی دوست ایسا تعلق پیدا کرنا چاہیں۔ تو وہ مندرجہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں۔

محمد عرفان احمدی سکنہ باٹھی اندر پہار معرفت مولوی محمد احمد خاں صاحب مولوی فاضل کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخاں۔

زنانہ ڈبوں میں اصلاحیں

چلتی گاڑی میں مسافر خواتین پر حملے کی وارداتیں کچھ عرصہ سے بتدریج بڑھ رہی تھیں۔ اور اس امر کی شدید ضرورت تھی۔ کہ ریلوے کی طرف سے مسافر عورتوں کا سفر محفوظ بنانے کے لئے فوری کارروائی کی جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہ خبر اطمینان سے سنی جائیگی۔ کہ ریلوے بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ شملے میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ریلوے ٹرینوں کے زنانہ ڈبوں میں ایسی ترمیم کی جائے۔ جن سے چلتی گاڑی میں کسی فرد کے بجز گاڑی میں داخل ہونے کا امکان نہ رہے۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے۔ کہ کھلی کھڑکیوں میں مضبوط لوہے کی سلاخیں لگائی جائیں گی۔ اور دروازوں میں ایسے پیچ لگائے جائیں گے۔ جو اندر سے بالکل بند ہو سکیں۔ جن کا باہر سے کھلنا ممکن نہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چین کا ہفتہ

(فاروق کے خصوصی نامہ نگار کی چٹھی)

چین کے متعلق دلچسپ متفرق حالات

(۱) عام طور پر چین کو "اژدہا کے ملک" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اہل چین میں ایک خاص قسم کے اژدہا کے متعلق بکثرت قصے کہانیاں مشہور ہیں۔ جس کا حلیہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ سر اونٹ کا۔ سینگ بارہ سنگھا کے۔ منہ اور پنجے شیر کے۔ گردن اور باقی ساخت سانپ کی۔ بعض پرانے خیالات کے مالک یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہ مقدس جانور اب تک بھی مقدس پہاڑیوں میں پایا جاتا ہے۔ (چین میں چار پہاڑیاں اپنے تقدس کے لحاظ سے خاص طور پر مشہور ہیں) جس طرح ہمارے ہاں دقیانوسی۔ توہم پرست اور جاہل لوگوں میں "لال بادشاہ" کے متعلق مشہور ہے۔ کہ ان کی حضرت علیؓ سے لڑائی ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد وہ افغانستان کی پہاڑیوں کی غاروں میں اب تک زندہ ہے۔ لیکن کبھی کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اس نے اپنی آنکھوں سے لال بادشاہ کو دیکھا ہے۔ اسی طرح چین میں "اژدہا" کے متعلق نہایت ہی مضحکہ خیز قصے اور افسانے مشہور ہیں۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ اس عجیب و غریب جانور کو بنظر خود زندہ دیکھنے کا کوئی دعویدار نہیں ملتا۔ یہی کہتے ہیں۔ کہ ہمارے دادا نے اپنے نانا سے سنا۔ کہ ان کے بزرگوں نے ان سے یہ بیان کیا۔ اس فرضی اور وہمی "اژدہا" کے "مجسمے" اور تصاویر باغات میں۔ مکانات کے اندر۔ چھتوں پر اور برتنوں پر عموماً دیکھنے میں آتی ہیں۔ ہر سال خاص مواقع اور تقاریب پر یا اسی جانور کی تکریم و تحریم کے لئے کپڑوں اور اسی قسم کی دیگر اشیاء سے ایک بہت لمبا رنگدار "اژدہا" بنا کر بازاروں میں گھماتے ہیں۔ جس طرح سانپ بل کھاتے ہوئے نہایت تیزی سے چلتا ہے۔ اسی طرح اس "اژدہا" کو بانسوں کے سہارے سروں کے اوپر نہایت تیزی سے بل دیتے ہیں۔ اور منہ کبھی کھول دیتے ہیں۔ اور کبھی بند کرتے ہیں۔ یہ تصویر نہایت ہیبتناک ہوتی ہے۔

کشتیاں

۲۔ چین میں باقی تمام ممالک کی مجموعی تعداد سے بھی کشتیاں زیادہ ہیں۔ چین کے ساتھ ایک لمبا ساحل ہونے کے علاوہ دریاؤں اور نالابوں وغیرہ میں بھی کشتی رانی ہوتی ہے۔ ملک کے اندرونی حصہ کی تجارتی اشیاء بندرگاہوں تک لانے کے لئے دریائی کشتیاں کام آتی ہیں۔ سفر بھی عام طور پر کشتیوں کے ذریعہ ہی کیا جاتا ہے۔ میں نے خود جنوبی چین کے بعض دریاؤں میں سفر کیا ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ کشتیاں ہی کشتیاں نظر آتی ہیں۔ باقی چین کا بھی یہی حال بتایا جاتا ہے۔ ایک خاص طور پر قابل ذکر اور دلچسپ امر یہ ہے۔ کہ جس طرح ہم لوگ گھروں میں رہائش رکھتے ہیں۔ چین کی آبادی کا کافی حصہ کشتیوں میں ہی بود و باش رکھتا ہے۔ یعنی جن لوگوں کا پیشہ ہی کشتی رانی ہے۔ وہ معہ اپنے بیوی بچوں کے تمام عمر کشتیوں میں ہی بسر کرتے ہیں پیدائش سے لے کر وفات تک کشتی ان کے لئے سمندر میں گھر ہوتا ہے۔ جس طرح ہم لوگوں کے لئے خشکی پر مکان۔

دقیانوسی اور مشرک کشتی بان لمبے سفر پر روانہ ہونے سے پیشتر ایک مرغ ذبح کرتے ہیں۔ اور اس کے خون سے تین کاغذ کے ٹکڑے تر کر کے کشتی کے آگے پھینک دیتے ہیں۔

۳۔ خالص چینی طرز کے شہروں کے مکانات کی اونچائی کم ہوتی ہے۔ بازار اور گلیاں نہایت تنگ و تاریک ہوتی ہیں۔ چینی قوم میں تھوکنے کی عادت بہت زیادہ ہے۔ اور صفائی کا خیال بھی نہیں کیا جاتا۔ اسلئے چینی طرز کے شہروں کے بازار اور گلیاں بہت ہی غلیظ ہوتی ہیں۔ کوئی خوش قسمت ہی ہوگا۔ کہ جو چینی آباد علاقہ میں سے بغیر نشانہ تھوک بنے واپس آسکے۔

مکانات کے چھت کونے دار اور خیمہ نما ہوتے ہیں۔ اور چھتوں میں مختلف قسم کے اژدہاؤں اور دیوتاؤں کے مجسمے نصب ہوتے ہیں۔ ان سب امور کے پیچھے توہم پرستی کام کر رہی ہوتی ہے۔ مکانات کونہ دار تو اسلئے ہوتے ہیں۔ کہ چینی لوگ جن بھوت اور دیو وغیرہ توہمات کے سختی سے قائل ہیں۔ اور ان سے سخت لرزاں اور ترساں رہتے ہیں۔ ان کو یہ وہم ہے۔ کہ کونے دار چھت میں سے جن بھوت اندر مکان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ "اژدہا" اور دیوتاؤں کے مجسمے اس غرض کے پیش نظر بناتے ہیں۔ کہ ان کی عزت و تکریم کا لحاظ کر کے بدروحیں مکان میں داخل نہ ہوں گی۔ جن بھوت وغیرہ کا خیال ان لوگوں کے دلوں پر اس حد تک مسلط ہے۔ کہ جب گھر کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے۔ تو اسکی نعش چور دروازہ کے ذریعہ باہر نکالتے ہیں۔ استعمال ہونے والے دروازے سے نعش اسلئے باہر نہیں لے جاتے۔ کہ مردہ کی روح کو راستہ یاد رہے گا۔ اور وہ جن اور بھوت وغیرہ کی شکل میں متشکل ہو کر خاندان کے باقی ممبروں کو واپس آکر تنگ کرے گی۔ اگر دوسری تیسری یا چوتھی چھت پر کسی کی وفات ہو جائے۔ تو میت کو مذکورہ وجہ کے پیش نظر اصلی سیڑھیوں سے بھی نیچے نہیں اتارتے۔ بلکہ بانس کی کافی چوڑی سیڑھی بناتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ مردہ کی نعش اتارتے ہیں۔ غرض جن۔ بھوت۔ دیو وغیرہ توہمات کے متعلق عام قصے کہانیاں مشہور ہیں۔

۴۔ پرانی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل چین کا تمدن۔ اخلاق اور تہذیب نہایت قابل تعریف ہوا کرتی تھی۔ اب تک بھی اکثر لوگوں کا لباس نہایت شریفانہ ہے۔ لباس بالکل عربی لباس سے ملتا جلتا ہے۔ پاؤں تک لمبا ایک ہی چوغہ جیسا ہوتا ہے۔ اور نیچے پاجامہ۔ لیکن آج کل یورپین لباس کے دلدادہ بھی عام طور پر پائے جاتے ہیں۔

چین میں باقاعدہ پردے کا رواج نہیں۔ لیکن خالص چینی تمدن پر عمل کرنے والے لوگ آج تک بھی اپنی مستورات کو گھروں سے باہر یورپین ممالک کی طرح آوارہ گردی کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ آج سے چالیس سال پیشتر تو عورتوں کو گھروں میں رکھنے کے لئے یہ طریق رائج تھا۔ کہ بچپن میں ہی لوہے کی جوتی پہنا دی جاتی تھی۔ اور پاؤں تین ساڑھے تین انچ سے بڑھنے نہ دیئے جاتے تھے۔ تاکہ عورتیں آوارہ گردی کرنے کے قابل ہی نہ ہو سکیں۔ یہ غلط طریق اسلئے جاری کرنا پڑا۔ کہ اسلامی طرز پر پردہ کا رواج نہ تھا۔ آج تک بھی ایسی مستورات جن کے پاؤں مذکورہ طرز کے ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں آتی ہیں۔ ۱۹۱۲ء سے (جب سے کہ چین میں ریپبلک گورنمنٹ جاری ہوئی) یہ رواج بند کر دیا گیا۔ لیکن چونکہ پردہ کا رواج نہیں۔ اور تمام چین میں یورپین لوگ پھیل چکے ہیں۔ اسلئے ساحلی علاقوں پر خصوصاً اور اندرون چین میں عموماً بے حیائی۔ بے شرمی اور حیاسوزی دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ غرض اگر اس امر کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ کسی وقت چینی قوم نہایت باحیا ہوا کرتی تھی۔ تو مغربیت زدہ ہونے کے بعد آج کا نقشہ اس کے بالکل الٹ ہے۔

۵۔ جس طرح ہم مسلمان عند الملاقات ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں۔ چینی لوگ آپس میں ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ سر سے اشارہ کرتے ہیں۔ اگر کسی واجب التعظیم ہستی سے ملاقات کریں۔ تو بہت جھک جاتے ہیں۔ ہاتھوں سے بھی اشارات کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یو۔ پی کے پُر تکلف لوگوں سے ملتی جلتی ان کی ملاقات ہوتی ہے۔

گفتگو کرتے وقت نہایت جوش میں آجاتے ہیں۔ خواہ کسی عام رسمی امر کے متعلق ہی ہو۔ گفتگو کرتے وقت ہاتھوں۔ سر۔ اور منہ سے بہت زیادہ اشارے کرتے ہیں۔ جہاں تک بازو پہنچ سکیں۔ وہاں تک پہنچا دیتے ہیں۔ غرض ایک جوشیلا اور نتیجہ سے بے نیاز جاہل لیکچرار جس قسم کی بے ہودہ حرکات اپنے لیکچر میں کرتا ہے۔ اسی طرح چینی لوگوں کی گفتگو ہوتی ہے۔

۱۹۱۲ء سے پیشتر عام طور پر چینی لوگ سکھوں کی طرح سر پر "کیس" رکھتے تھے۔ لیکن اب باقاعدہ حجامت کراتے ہیں۔ "کیسوں والے" لوگ اب بھی گاہے گاہے ملتے ہیں۔ چینی مرد بھی سر سے ننگے ہی رہتے ہیں۔

شادی اور وفات کی رسومات قریباً قریباً ہندوستان سے ملتی جلتی ہیں۔ عموماً چھوٹی عمر میں ہی بچوں کی شادی کر دیتے ہیں۔ عورتیں زیورات کا بکثرت استعمال کرتی ہیں۔ وفات کے وقت مرنے والے کا ایک خاص جلوس نکالا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ باجا بجایا جاتا ہے۔ اور عجیب و غریب قسم کے مجسمے اور تصاویر بنا کر نعش کے ساتھ قبرستان تک لے جاتے ہیں: بعض اوقات ایسے جلوس ایک ایک میل لمبے ہوتے ہیں۔ مجسمے اور تصاویر اٹھانے کے لئے آدمی اور عورتیں کرایہ پر لئے جاتے ہیں۔ جن کا پیشہ ہی یہی ہوتا ہے۔ ([illegible] محمد اسحاق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی رپورٹ مشن ہائے تحریک جدید بیرونِ ہند

بوئنس آئرس مشن

مولوی رمضان علی صاحب ڈائری محررہ ۳۱ مئی میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ہندوستانی نمائندوں کو واپسی سفر کے وقت الوداع کہنے گیا۔ جہاں بہت سے دوسرے لوگوں سے تعارف ہوا۔ خصوصاً ہنگری کے ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات سے ملا۔ اور ہنگری کی جماعت سے مطلع کیا۔ نیز ہندوستانی احباب کو لندن مسجد کا ایڈریس دیا۔ بعض خریداران البشریٰ سے چندہ وصول کیا۔ جماعت کی تربیت کا بھی سلسلہ جاری رہا۔ ایک غیر احمدی دوست نے جماعت کی مالی امداد کا وعدہ کیا۔

سنگاپور مشن

مولوی غلام حسین صاحب ایاز ڈائری عرصہ زیر رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک پادری صاحب سے ملاقات کے لئے گیا۔ جس نے ایک چار صفحہ کا ماہوار ٹریکٹ جاری کیا ہوا ہے۔ پادری صاحب نے دو کتب "نبی المعصوم" اور "کفارہ" دیں۔ ان کی مجھے پہلے سے تلاش تھی۔ پاسر پنجنگ میں گیا۔ اور بیعت فارم ایک دوست کو دیئے بعض آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ عبدالحمید صاحب۔ سید عبدالقادر صاحب احمدی عرب دار التبلیغ میں آکر مسائل سیکھتے رہے۔ ایسے ہی بعض اور احمدی دوست بھی۔ عبداللہ صاحب عرب جو احمدی ہونے کی وجہ سے سخت تکالیف میں ہیں۔ اور والدین نے ان کو ہمارے ملنے سے روک دیا ہے۔ اس کے بھائی نے بہت مخالفت شروع کی ہوئی ہے۔ خدا کے فضل سے سلسلہ تبلیغ خوب جاری ہے۔ حضور سے دعا کی درخواست ہے۔

(سکرٹری تبلیغ تحریک جدید بیرون ہند)

تعاقب

بخدمت ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان شریف
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

پرچہ اخبار فاروق جلد ۲۴ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء میں لکھا گیا ہے۔ کہ ایک دوست سلیم پور ضلع سیالکوٹ سے دریافت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو پیالہ (السقایہ) اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا تھا۔ اور اس طرح اپنے بھائی کو اپنے ہاں رکھ لیا۔ کیا یہ دھوکہ نہیں۔ حالانکہ انبیاءؑ دھوکہ نہیں کیا کرتے۔ اس سوال کا جواب گو حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کی طرف سے کافی وشافی دیا جا چکا ہے۔ مزید تسلی و اطمینان کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ در اصل وہ ایک برتن نہیں۔ بلکہ دو چیزیں ہیں۔ ایک پانی پینے کا برتن ہے۔ جس کے لئے قرآن شریف نے لفظ السقایہ استعمال فرمایا۔ دوسرا ماپ تول کا سرکاری پیمانہ ہے جس کے لئے لفظ قرآن شریف نے صواع الملک استعمال فرمایا۔ جو برتن پانی پینے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ سے ان کے اپنے بھائی کے اسباب میں رکھا گیا۔ وہ السقایہ ہے۔ اور اس کے لئے ان کو چور کرکے پکڑا اور روکا نہیں گیا۔ بلکہ وہ صواع الملک یعنی ماپ اور تول کا سرکاری برتن ہے جو غلطی سے تولنے اور ماپ کرنے والے کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا۔ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ . . . .

. . . .

. . . لہٰذا حضرت یوسف علیہ السلام کی ذات پر کوئی الزام یا اعتراض باقی نہیں رہتا۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو پانی پینے کا برتن رکھنے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزہ فطرت کا ثبوت ہے۔ اور بلکہ ایک یہی بات ہے۔ جو آپ کو ہر قسم کے الزام سے بالکل بری اور پاک ثابت کرتی ہے۔ فرمایا۔ فلما جھزھم بجھازھم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ۔ یعنی جب یوسف علیہ السلام نے ان کو اسباب تیار کر دیا ان کا رکھ دیا پانی پینے کا برتن بوجھ میں اپنے بھائی کے تمام اسباب تیار کر دینے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو خیال آتا ہے۔ کہ راستہ میں دھوپ یا سفر کی وجہ سے میرے بھائی کو جب پیاس لگے گی۔ اسکی تکلیف کو آسانی سے دور کرنے کے لئے میں اس کے بوجھ میں ایک گلاس رکھ دوں۔ تا وہ آسانی کے ساتھ پانی پی لے۔ حضرت نے خود نہایت محبت کے ساتھ وہ پانی پینے کا برتن اس اپنے بھائی کے بوجھ میں رکھ دیا۔ بلکہ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے اس بھائی کو اس گلاس کے رکھنے سے مطلع بھی کیا ہو۔ کیونکہ بے خبری سے رکھنا اور رکھا جانا کچھ مطلب نہیں رکھتا۔ غرض حضرت کا ایسا کرنا ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ کا ارادہ اپنے بھائی کے لئے نیز ان سب قافلہ والوں کی سفر کی صعوبت میں سہولت و آسانی بہم پہنچانا اور ان کو آرام کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچانا تھا۔ نہ کسی تکلیف میں مبتلا کرنا۔ پس یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کو اس بات سے بالکل بری الذمہ کرتی ہے۔ کہ ان کا ارادہ ان کے کسی فرد کو روکنے کا تھا۔ گو دل یہ چاہتا تھا۔ کہ ان کا بھائی ان کے پاس رہے۔ لیکن قانون کی پابندی ان کو اس بات سے بھی دور لے جا چکی تھی۔ اور اس لئے ان کا ارادہ تک بھی اپنے بھائی کے لئے روکنے کا قرآن شریف سے ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ برعکس اس کے ان کا ارادہ امن اور سلامتی سے ان سب کو واپس ان کے گھر تک پہنچانے کا قرآن شریف سے یقینی طور پر ثابت ہے۔ پس اس بات کے لئے جب کوئی ارادہ ہی نہیں تو دھوکہ کیسا۔ والسلام

(خاکسار بہادر علی احمدی راجپورہ ریاست پٹیالہ)

احمدی بچے ترک بچوں کا قومی جذبہ دیکھیں

تازہ عربی اخبارات کے ذریعہ مندرجہ ذیل دلچسپ خبر ہندوستان پہنچی ہے۔

"ترکی میں بارہ سال کے بچوں نے ایک نئی مہم جاری کی۔ وہ سَو سَو ڈیڑھ ڈیڑھ سو کی تعداد میں جمع ہو کر لوگوں سے چندہ وصول کرتے پھرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہوائی جہازوں سے حکومت کی مدد کرو۔ اور اپنی قوم کو تباہی سے بچاؤ۔ یہ بچے جب کسی دکان یا مکان پر پہنچتے ہیں۔ تو لوگ ان کا استقبال کرتے ہیں۔ انہیں شربت پلاتے ہیں۔ اور پھل کھلاتے ہیں۔ اور نہایت فراخدلی کے ساتھ انہیں چندہ بھی دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص چندہ دینے سے انکار کر دے۔ تو یہ تمام بچے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ یہ ترک نہیں۔ کسی اور ملک کا باشندہ ہے۔ عام طور پر لوگ ان بچوں کی باتوں کا برا نہیں مانتے۔ بلکہ ان کی بے انتہاد عزت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے دو ماہ میں اتنا چندہ جمع کر لیا ہے۔ کہ ایک ہوائی جہاز آسانی سے خریدا جا سکتا ہے۔" ترک ایک زندہ قوم ہے۔ اس کے سامنے ایک مقصد ہے۔ قوم کے تمام طبقات کو اس مقصد سے ہمدردی اور دلچسپی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکوں کے کمسن معصوم بچے بھی اس قدر جوش و سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور احمدی قوم کے سامنے بھی ایک بہت بلند مقصد اور اعلیٰ ترین کام ہے۔✻

✻ یعنی دنیا میں خدا کی توحید اور اسلام کی تبلیغ پہنچا کر حلقہ بگوش احمدیت بنانا۔ اسلئے خوب یاد رہے۔ کہ جب تک ہم میں اپنے مقصد اور کام کے لئے ایسا ہی جوش و سرگرمی پیدا نہیں ہوتی۔ خاطر خواہ کامیابی مشکل ہے۔ ضرورت ہے کہ احمدی نوجوان ترک بچوں کے اس ولولہ اور روح پر غور کریں۔ اور اس سے سبق سیکھیں۔

اسلامی تمدن

(قسط سوم)

امانت

(۷)

امانت کی صفت نہایت ضروری اور لازمی ہے جب تک کسی قوم کے افراد امین نہیں ہوتے۔ ترقی اور کامیابی مشکل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون ..... اولئک فی جنّات مکرمون (سورۃ معارج ع ۱)

کہ وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی پاسداری کرتے ہیں۔ وہ جنت میں عزت پائیں گے۔

۲۔ فان امن بعضکم بعضاً فلیؤدّ الذی اؤتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ (بقرہ ۳۹۶)

کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی امانت رکھی جائے۔ تو امین کا فرض ہے۔ کہ وہ اس امانت کو ادا کرے۔ اور اپنے رب سے ڈرے۔

۳۔ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا۔ (نساء ۸۶) اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔ کہ تم امانتوں کو اس کے مالکوں کے پاس پہنچاؤ۔ اور واپس کرو۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے متعلق نہایت تاکید فرمائی ہے۔ کہ امانت کو بڑی احتیاط کے ساتھ واپس کیا جائے۔

۱۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر اوقات اپنے خطبہ میں یہ ذکر فرماتے تھے۔ کہ جو شخص امانت دار نہیں ہے۔ اس کا ایمان کامل نہیں (مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے امانت والے۔ تو امانت کو واپس کر دے اور اگر تیری کسی نے خیانت بھی کی ہے۔ تو تُو ایسا مت کر۔ (ابو داؤد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ "واضح ہو۔ کہ دیانت اور امانت انسان کی طبعی حالتوں میں سے ایک حالت ہے۔ اسی واسطے ایک بچہ شیر خوار بھی جو بوجہ کم سنی اپنی طبعی سادگی پر ہوتا ہے۔ اور نیز بباعث صغر سنی ابھی بری عادتوں کا عادی نہیں ہوتا۔ اس قدر غیر کی چیز سے نفرت رکھتا ہے۔ کہ غیر عورت کا دودھ بھی مشکل سے پیتا ہے۔۔۔ اب جب ہم ایک گہری نظر سے بچہ کی اس عادت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو دیکھتے اور اس پر غور کرتے ہیں۔ اور فکر کرتے کرتے اسکی اس عادت کی تہہ تک چلے جاتے ہیں۔ تو ہم پر صاف کھل جاتا ہے کہ یہ عادت جو غیر کی چیز سے اس قدر نفرت کرتا ہے۔ کہ اپنے اوپر مصیبت ڈال لیتا ہے۔ یہی جڑھ دیانت اور امانت کی ہے۔ اور دیانت کے خلق میں کوئی شخص راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ جب تک بچہ کی طرح غیر کے مال کے بارے میں بھی سچی نفرت اور کراہت اس کے دل میں پیدا نہ ہو جائے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۴۷)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ فرماتے ہیں " اگر ہماری جماعت اپنی دیانت کا سکہ بٹھا دے۔ اور جس لحاظ سے اپنی شہرت قائم کرلے۔ تو اقتصادی مشکلات کا خود بخود حل ہو سکتا ہے۔

پس اپنی امانت اور دیانت کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بٹھا دو۔ اور اپنی جماعت اور اپنے عزیز و اقارب میں امانت اور دیانت کو قائم کرنے کی تلقین کرتے رہو۔

خیانت

(۸)

خیانت ایک بہت بُری عادت ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ اور کسی حالت میں اس کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

۱- یا ایہا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون (سورہ انفال ع ۳) کہ اے ایماندار لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول کی خیانت مت کرو۔ اور نہ ہی تم اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اور تم اس کا علم رکھتے ہو۔

۲- ان اللہ لا یحب الخائنین۔ (نساء ع ۱۶) یقیناً اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۳- وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یأت بما غل یوم القیامۃ (اٰل عمران ع ۱۷) اور کوئی نبی خیانت نہیں کرتا۔ جو شخص خیانت کرے گا۔ قیامت کے دن وہ اس کا خمیازہ بھگتے گا۔

۴- ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم۔ ان اللہ لا یحب من کان خوانًا اثیما۔ (سورہ نساء ع ۱۶) اے نبی تو ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا مت کر۔ جو اپنے لوگوں کی خیانت کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والے گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خیانت سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ امانت کے مضمون کے ضمن میں جو احادیث درج کی گئی ہیں۔ ان میں اس کا بھی ذکر ہے۔ ایک حدیث ان کے علاوہ بھی یہاں درج کی جاتی ہے۔

۱- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جب امانت ضائع ہو جائے گی۔ اس وقت قیامت کے منتظر رہنا۔ حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ! امانت کس طرح ضائع ہوگی۔ فرمایا۔ جب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کئے جائیں۔ (بخاری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق جو تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ وہ امانت کے مضمون میں بیان کر دیا گیا ہے۔ جس میں خیانت کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ انسان کے لئے خیانت ایک بدنما دھبہ ہے۔ جب تک وہ اس سے پاک و صاف نہ ہو۔ دنیا میں عزت و احترام حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے جس قدر جلد ہو سکے۔ اس بری عادت کو دور کرنا چاہیئے۔ اور اگر کسی دوسرے بھائی میں یہ کمزوری ہے۔ تو اسکو اس کے ترک کرنے پر مجبور کیا جائے۔

تکبر سے پرہیز

(۹)

ایک سچا مسلمان اور تکبر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یہی وہ چیز ہے۔ جس نے ابلیس کو تباہ و برباد کیا تھا۔ جب اس نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے سرتابی کی۔ اور تکبر سے اپنی بڑائی کو بیان کیا۔ تو اللہ تعالےٰ کی درگاہ سے دھتکارا گیا۔ اور قیامت تک لعنتی قرار دیا گیا۔ پس اس بُری عادت سے ہر طرح بچنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں اس کے متعلق بیان فرماتا ہے۔

۱- ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحًا۔ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (سورہ لقمان ع ۲) حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں۔ کہ اے بیٹے تو لوگوں سے اپنا منہ نہ پھیر۔ اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

۲- فسجدوا الا ابلیس ابٰی واستکبر وکان من الکٰفرین۔ (بقرہ ع ۴) کہ فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار اور تکبر کیا۔ اور اس طرح سے وہ کافروں میں شامل ہو گیا۔

۳- والذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنہا اولٰئک اصحٰب النار ھم فیہا خٰلدون۔ (اعراف ع ۴) اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ اور تکبر سے کام لیا۔ وہ دوزخ کی آگ میں رہنے والے ہوں گے۔

۴- فادخلوا ابواب جہنم خٰلدین فیہا فلبئس مثوی المتکبرین (سورہ نحل ع ۴) پس جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا بہت ہی بُرا ہے۔

۵- انہ لا یحب المستکبرین (سورہ نحل ع ۳) اللہ تعالےٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

۶- ثم ارسلنا موسٰی واخاہ ھٰرون بایاتنا وسلطٰن مبین الٰی فرعون وملائہ فاستکبروا وکانوا قومًا عالین۔ (مومنون ع ۳) ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنے نشانات اور غلبہ کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پس انہوں نے تکبر کیا۔ اور وہ ایک سرکش قوم تھے۔

حدیث شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کے متعلق تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یہ ایک بہت مذموم اور قبیح عادت ہے اس سے جس قدر بھی ہو سکے پرہیز کیا جائے۔

۱- حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کے دل میں کچھ بھی ایمان ہوگا۔ وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔ اور جس کے دل میں کچھ بھی تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم)

۲- حضرت عیاضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے میری طرف یہ وحی فرمائی ہے۔ کہ تم تواضع اختیار کرو۔ اور کوئی بھی تم میں سے کسی پر فخر نہ کرے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی زیادتی کرے۔ (مسلم)

پس تکبر ایک نہایت ہی مذموم عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے انسان کو محروم کر دیتی ہے۔ اور لوگوں میں بھی تکبر کرنے والے انسان کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس سے ہر رنگ میں احتراز کرنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اس بُری عادت سے محفوظ رکھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں :- " خدا تعالےٰ ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے۔ کہ جو ابلیس کی چادر پہن کر اپنی نفسانی پندار سے ہمچو من دیگرے نیست کہتے پھریں۔ اور اپنی کور باطنی سے دوسروں کی نکتہ چینی کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے۔ جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالےٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے۔ مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا۔ مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا۔ اور آدم کو جو خدا تعالےٰ کی نظر میں پیارا تھا۔ جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا۔ اور اسکی نکتہ چینی کی۔ اسلئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اسکی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۸)

ایک احمدی بھائی کی کہانی اسکی اپنی زبانی

مجھے بہت عرصہ سے بواسیر کی مرض نے تنگ کر رکھا تھا۔ ڈاکٹر۔ حکیم اور وید علاج کرکے جواب دے چکے تھے۔ میں تقریباً مایوس ہو چکا تھا۔ کہ اخبار " الفضل " میں پڑھا۔ کہ حکیم محمد صدیق صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چودھری غلام رسول صاحب سب انسپکٹر زمیندارہ بنک سکھیکے منڈی ملک بشیر احمد صاحب احمدی قادیان جالی فارمیسی شاہدرہ کی تیار کردہ گولیاں بواسیر کھانے کے لئے اور مرہم مسوں پر لگانے کے لئے استعمال کرکے خود فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اور دیگر دوستوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ آزمائش کے طور پر میں نے بھی ہر دو ادویات منگوائیں۔ امید سے بڑھ کر فائدہ اٹھایا۔ درد اور خون تو دوسرے دن ہی بند ہو گیا۔ میں بواسیر کے مریضوں سے سفارش کروں گا۔ کہ وہ مایوس ہونے سے پہلے

جالی فارمیسی شاہدرہ نزد لاہور

کی ہر دو ادویات قیمتی صرف تین روپے منگوا کر استعمال کریں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

فاروق ایجنسی :- دارالامان قادیان سے اگر کسی دوست کو کوئی چیز منگانی ہو۔ ادویات یا دیگر اشیاء تو فاروق ایجنسی قادیان کو براہ راست لکھ کر منگائیں۔ عمدہ اور ارزاں نرخ پر ارسال ہوگی۔

(منیجر فاروق ایجنسی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید کی فوج کے پانچہزار سپاہی

(از مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مولوی فاضل نائب مدیر الفضل)

(۱)

درکار ہیں کچھ ایسے فداکار سپاہی | ہوں مرنے پہ ہر وقت جو تیار سپاہی
وہ پیکرِ الفت ہوں تو تصویرِ شجاعت | عشاق ہوں مولیٰ کے تو ہشیار سپاہی
سر اپنا جھکا دیں وہ تہِ خنجرِ اعداء | جاں اپنی فدا کر دیں وہ سو بار سپاہی
آفاق میں تبلیغ کی خاطر وہ نکل جائیں | زردار ہوں وہ یا کہ ہوں نادار سپاہی
گرتوں کو سنبھالیں تو غریبوں کی دعا لیں | دنیا سے نرالے ہوں یہ غمخوار سپاہی
ہوں مہر و وفا عشق و محبت کا نمونہ | یہ بے خودئ عشق سے سرشار سپاہی
ہر مذہبِ باطل کو براہین سے کچل کر | بن جائیں یہ اقوام کے سردار سپاہی

(۲)

اے فوجِ محمدؐ کے خبردار سپاہی | اے دولتِ عقبےٰ کے طلبگار سپاہی
اے لشکرِ احمدؑ کے وفادار سپاہی | اے کشتئ اُمت کے نگہدار سپاہی
اے الفتِ اصنام سے بیزار سپاہی | اے خالقِ اکبر کے پرستار سپاہی
شیطان بپھرتا ہوا پھرتا ہے جہاں میں | اُٹھ اُس سے ہو تو برسرِ پیکار سپاہی
تو تیغِ دُعا تیرِ محبت کا ہو حامل | اے بادۂ عرفان سے سرشار سپاہی
آنکھوں کو بنا فرشِ رہِ کوچۂ جاناں | ہے تجھکو اگر خواہشِ دیدار سپاہی
ایماں کا مزا جب ہے کہ دشمن کے مقابل | ہر وقت ہو فرقان کی تلوار سپاہی

(۳)

گرم آج ہے پھر حُسن کا بازار سپاہی | یوسفؑ کے بنے لاکھوں خریدار سپاہی
پھر بدری صحابہؓ نظر آنے لگے ہم کو | جو رحمتِ حق کے ہیں سزاوار سپاہی
ملتا ہے ثواب اُسکو بھی غازی کے برابر | جو محوِ دُعا گھر میں ہو بیمار سپاہی
دس سال کی کیا قید۔ ہے یہ قیدِ محبت | یہ قید نہیں باعثِ آزار سپاہی
اس قید پہ قربان ہو آزادئ عالم | یہ دولتِ ایماں کا ہے انبار سپاہی
جو وعدہ ہو۔ کر اُسکو تُو میعاد میں پُورا | کردار ہو شیوہ نہ کہ گفتار سپاہی
آرام سے کیا کام بھلا دارِ عمل میں | منزل ہے کٹھن رستہ ہے دُشوار سپاہی

(۴)

بے چین ہے دِل دیکھ کے اسلام کی حالت | ہے گریہ کناں دیدۂ خونبار سپاہی
اُٹھ بہرِ خدا تیرے مقابل میں کھڑا ہے | شیطان کا اِک لشکرِ جرار سپاہی
کیا فائدہ دعووں کا اگر دل میں نہیں ہے | نے عشق نہ کچھ عشق کے آثار سپاہی
ملتے ہیں محبت ہی سے انعامِ الٰہی | کھُلتے ہیں اسی راہ سے اَسرار سپاہی
آزاد بھی ہے قید بھی غمگین بھی خوش بھی | زنجیرِ محبت میں گرفتار سپاہی
ہے لطف تبھی دل میں بھرا جوشِ جنوں ہو | چہرے پہ ہوں ایمان کے انوار سپاہی
سب کفر کی دنیا کو ہے ڈھانا ترا مقصد | اعمال ہوں یا اُسکے ہوں افکار سپاہی

(۵)

اے احمدِ مختار کے خوددار سپاہی | اے سیّدِ ابرار کے بیدار سپاہی
تُو نقشہ زمانے کا کچھ اس طرح پلٹ دے | ہر وادئ پُرخار ہو گلزار سپاہی
دل رام کئے جا تُو محبت کی نگاہ سے | ہاتھوں میں نہ ہو تیر نہ تلوار سپاہی
وہ قوم پنپتی نہیں حالت ہو یہ جسکی | افسر ہوں جفاکار تو اشرار سپاہی
بدتر ہے ہر اک فاسق و ظالم سے وہ انساں | جو حاکمِ اعلےٰ کا ہو غدّار سپاہی
سر جس کا ہو خم لطف و کرم جود و سخا سے | خودسَر نہیں ہوتا وہ نمکخوار سپاہی
تسلیم و رضا شیوہ ہو ہر حال میں تیرا | ہر وقت اطاعت کا ہو اقرار سپاہی

(۶)

اک وہ ہیں کہ سر جن کے ہے دستارِ فضیلت | اِک میں ہوں خطاکار و گنہگار سپاہی
ساتھی مرے منزل کو پہنچ کر ہوئے شاداں | میں رہ گیا اِک عاجز و لاچار سپاہی
للہ کرم مجھ پہ مرے مالک و آقا | تُو مُجھکو بنا رحم کا حقدار سپاہی

(۷)

اے احمدِ مرسلؑ کی سپہ بڑھتی چلی جا | ٹھہرینگے مقابل میں نہ کُفار سپاہی
ڈرتا ہے تو کیوں تیری غلامی ہی کرینگے | یہ چین و عرب کابل و قندھار سپاہی
مٹ جائینگے سب مفسد و اشرارِ جہاں سے | چھا جائیں گے جب دہر پہ اخیار سپاہی
ممکن ہی نہیں کفر کی ظُلمت رہے باقی | مِل جائیں جو اس طرح کے انصار سپاہی

طاہر

ہمیشہ سلسلہ احمدیہ کی تمام نئی یا پرانی کتابیں قرآن مجید۔ حمائلیں مترادف مترجم سیپارے اور قاعدے "کُتب خانہ قاسم العلوم" احمدیہ بازار قادیان سے طلب کریں۔ بارعایت اور جلد تعمیل ہو گی (منیجر کتب خانہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ایام زیر اشاعت میں سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ناساز رہی۔ حرارت بھی ہوتی ہے آج ۱۹ رجون کو خدا کے فضل سے بہت افاقہ ہے۔ تاہم کامل صحت ابھی نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے بلاناغہ دعائیں کریں۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی دردِ سر اور ضعف سے علیل ہے۔ دعائے صحت و درازی عمر کر کے احباب ثواب حاصل کریں۔

(۳) سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بھی بعارضہ بخار اور جسم میں درد سے علیل ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔

(۴) محترم خانصاحب ذوالفقار علی خاں ناظم تجارت تحریک جدید کی اہلیہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ خانصاحب احباب سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ دعا کی جائے۔ خدا صحت بخشے۔ آمین۔

(۵) عزیزم محمد اسماعیل صاحب صدیقی ہیڈ آف میک ورکس قادیان کو دو تین یوم سے بخار اور اعضا رشکنی کی تکلیف ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

(۶) ۱۷ رجون سے قادیان میں حکومت کی طرف سے پولیس کی کافی تعداد معہ چند افسران ضلع اس غرض کے لئے آئی ہوئی ہے۔ کہ احرار نے یہ افواہ اڑائی تھی۔ کہ وہ سول نافرمانی کر کے قادیان میں احرار کانفرنس کریں گے۔ مگر آج ۱۹ رجون تک ان کا نام ونشان نہیں ملا۔ آئندہ دیکھا جائیگا۔ پولیس ابھی موجود ہے۔ اور ہر طرح سے امن وامان ہے۔

ایک خاص دعا کے لئے درخواست کمال ڈیرہ علاقہ سندھ میں ہمارے تین احمدی دوست مار پیٹ کے فوجداری مقدمہ میں زیر حراست ہیں۔ احباب ان کی بریت کے لئے دردِ دل سے دعا کر کے شکریہ کا موقع بخشیں۔

دعائے مغفرت۔ مکرمی ماسٹر محمد اسماعیل صاحب مدرس پدی پور ضلع شیخوپورہ کی اہلیہ صاحبہ ۵/۹/۳۹ کو سفر میں عین سڑک کے بیچ فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اور بہت سی ایسی خوبیاں رکھتی تھیں۔ جو مذہبی دنیا کی عورتوں میں بہت کم ملتی ہیں۔ احباب مرحومہ کی مغفرت کے لئے جنازہ غائب پڑھ کر ثواب حاصل کریں۔ اور پس ماندگان اور بچوں کو خدا صبر جمیل بخشے۔ اور مرحومہ کو جنت میں اعلا مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ہمیں ماسٹر صاحب اور ان کے بچوں سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ خدا ان کا کفیل ہو۔ آمین

گاندھی جی اور جواہر لال

گاندھی جی نے ایک تازہ بیان نکالا ہے اس میں انہوں نے ریاستوں کے متعلق کانگرس کی ساری پالیسی کو غلط قرار دیدیا ہے۔ ساتھ ہی ستیہ آگرہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ریاستوں کے لوگ ستیہ آگرہ کی قابلیت نہیں رکھتے۔

گاندھی جی کے اس بیان سے پنڈت جواہر لال نہرو کو بڑا بھاری صدمہ ہوا ہے چنانچہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ ان کو گاندھی جی کے حرکات کے طریقہ کی کوئی سمجھ نہیں آتی۔ نہ ان کے اندر کوئی طریقہ پایا جاتا ہے۔ جسے انسان صحیح کہہ سکے۔ ان کے پیچھے چلنا تو بے سوچے سمجھے ان کے فرمانوں کی تابعداری کرنا ہے۔ پنڈت جواہر لال کہتے ہیں۔ کہ ان کا دماغ اس سے بغاوت کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ غلامانہ تابعداری اس لئے کرتے ہیں۔ کہ کانگرس کمزور نہ ہو۔

انسانی بے بسی کا ایک نظارہ

اخبار بین حضرات اس خبر سے واقف ہوں گے کہ گذشتہ ہفتہ برکن ہیڈ کے قریب "تھیٹس" نامی ایک برطانی آبدوز کشتی غرق ہو گئی۔ ۱۰۳ آدمی اس میں سوار تھے۔ جن میں سے صرف ۴ بچے۔ باقی ۹۹ غرق ہو گئے۔ غرق ہونے والوں کو بچانے کی انتہائی کوششیں کی گئیں۔ جن میں کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ اس حادثہ پر برطانیہ عظمیٰ کے طول وعرض میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ اخبارات نے دردناک مقالے لکھے۔ تعزیتی جلسے منعقد ہوئے۔ پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے درد بھرا بیان دیا۔ محکمہ بحر نے بصد یاس وحسرت اپنی کوششوں کی ناکامی کا اعلان کیا۔ ملک معظم آج کل امریکہ کے دورہ میں مصروف ہیں۔ انہوں نے وہاں سے بذریعہ تار اظہار افسوس وہمدردی کیا۔ لندن کے میئر نے ڈوب مرنے والوں کے پس ماندگان کی امداد کے لئے فنڈ کھولا۔ جس میں شاہی خاندان۔ ملک کے امراء وعوام سب حصہ لے رہے ہیں۔

یہ حادثہ انسان کی بے بسی کا ایک سبق آموز نظارہ ہے۔ بے شک وہ علم وسائنس میں بہت ترقی کر گیا ہے۔ اس نے حفاظت کے بڑے بڑے سامان کر لئے ہیں۔ ان پر وہ نازاں اور بعض وقت مغرور بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن قدرت کی بے پناہ طاقتوں کے سامنے اسکی بے بسی کی کیفیت آج بھی وہی ہے۔ جو سینکڑوں صدیاں پہلے تھی۔ اس کے کوہ پیکر جہازوں۔ اسکی برق رفتار کشتیوں۔ اسکی فلک بوس و سنگین عمارتوں و دیگر ساز وسامان کو قدرت کی ایک ہلکی سی جنبش۔ طوفان کی ایک لہر۔ آندھی کا ایک جھونکا۔ زلزلہ کا ایک جھٹکا۔ بجلی کی ایک چمک۔ تنکوں کے گھونسلے کی طرح توڑ پھوڑ اور بکھیر کر رکھ دیتی ہے۔ ذرا غور کیجئے۔ برطانیہ کو ملکہ بحر کہا جاتا ہے۔ ان کا بحری بیڑہ اور اس کے متعلقہ ساز وسامان دنیا بھر میں بے نظیر مانے جاتے ہیں۔ ایک کشتی غرق ہوتی ہے۔ اس کو بچانے کے لئے ملکہ بحر کے بہترین ماہر۔ بہترین غوطہ خور۔ جہازران اور انجینئر جمع ہو جاتے ہیں۔ اپنا انتہائی زور صرف کرتے ہیں۔ لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔ اور قدرت کے سامنے بالکل بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ سچ ہے۔ حقیقی عظمت خدا کے لئے ہے۔ اور اسی کی ذات پاک صحیح معنوں میں قدرت و طاقت کی مالک ہے

جرمن پولیس کی فرض شناسی

دنیا میں جرمن پولیس کا درجہ تیسرا ہے۔ پچھلے دنوں ہائیکورٹ کے ہندوستانی جج سیر کے لئے جرمنی گئے۔ برلن میں ایک جگہ چوک میں کھڑے ہو کر اپنی جیب سے کچھ نکالنے لگے۔ کہ ایک سو مارک کا نوٹ گر پڑا۔ انہوں نے کچھ دور جا کر دیکھا۔ کہ نوٹ نہیں ہے۔ وہ اسی چوک میں گئے۔ وہاں کھڑے پولیس سارجنٹ سے نوٹ گم ہو جانے کی رپورٹ کی۔ سارجنٹ نے فوراً جیب میں سے نوٹ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہا۔ کہ اپنا پورا پتہ لکھ دیجئے۔ اور نوٹ لے جائیے۔ جج نے اپنا نام عہدہ اور ٹھکانا سب لکھ دیا۔ اور پھر خوش ہو کر سارجنٹ کو ۵ مارک بطور انعام دینے لگے۔ مگر سارجنٹ نے کہا۔ کہ میں یہ نہیں لے سکتا۔ یہ تو میرا فرض تھا۔ آپ جج ہو کر مجھے رشوت لینے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ جج جرمن پولیس کی ایمانداری اور فرض شناسی دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

چیدہ خبریں

— لکھنؤ کے شیعہ اور سنیوں کے درمیان دوبارہ فساد ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک شیعہ ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔

— دس جون کی شام کو اکوڑہ میں جو پشاور سے پینتیس میل کے فاصلے پر ہے۔ خاکساروں کی ایک جماعت اور اہل دیہہ میں فساد ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں بیس آدمی زخمی ہوئے۔ دس کی حالت خطرناک ہے۔

— امرتسر کے اکالی سکھوں اور مذہبی سکھوں میں فساد ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں بارہ آدمی زخمی ہو گئے۔

— جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن "الجمعیۃ" سے ایک قابل اعتراض مضمون شائع کرنے کے جرم میں دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

— ایک یورپین مسٹر میتھوز کو سشن جج لاہور نے اس جرم میں دو سال قید سخت کی سزا دی۔ کہ اس نے لالہ سنیا رام ایم۔ ایل۔ اے کو ریلوے کا ٹھیکہ دلانے کا بہانہ کر کے ان سے دو ہزار روپے اینٹھ لئے۔

— گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج کے دسویں جماعت کے ایک سکھ طالب علم کو قتل کر دیا گیا تھا۔ جس کے سلسلے میں اس کے ایک ہم جماعت عبد الرحمٰن پر مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن سشن جج نے شہادتوں کو ناکافی قرار دیکر اسے بری کر دیا تھا۔ سشن جج کے اس حکم کے خلاف پنجاب گورنمنٹ نے ہائیکورٹ میں درخواست دی تھی۔ ہائی کورٹ کے ایک فل بنچ نے جو چیف جج اور مسٹر جسٹس سیلن پر مشتمل تھا۔ ایڈووکیٹ جنرل کے ابتدائی دلائل سننے کے بعد عبد الرحمٰن کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

— "پریوی کونسل" نے "ٹریبیون" کیس کی اپیل منظور کر لی۔ اور ٹریبیون کی آمدنی کو انکم ٹیکس سے مستثنےٰ کر دیا۔ عدالت نے مقدمہ کا خرچہ بھی فریق مخالف (کمشنر انکم ٹیکس) پر ڈال دیا۔

— امرتسر کے بھنگیوں کی ہڑتال بدستور جاری ہے۔ اگرچہ وہ ایسی مکمل نہیں۔ جیسی لاہور کی ہڑتال تھی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اب سیالکوٹ کے بھنگی بھی ہڑتال کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

— معلوم ہوا ہے۔ کہ تیرہ جون تک تبرہ ایجی ٹیشن میں گرفتار ہونے والے شیعوں کی تعداد بارہ ہزار ہے۔ جن میں سے چودہ سو شیعے معافی مانگ کر رہا ہوئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل فروخت قطعات اراضی آبادی جدید قادیان

اسوقت قادیان کی نئی آبادی کے اکثر محلوں میں اچھے اچھے موقع کے سکنی قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ مثلاً محلہ دارالرحمت۔ محلہ دارالشکر۔ محلہ دارالیسر اور محلہ دارالبرکات میں اور ہر موقع کے مطابق علیحدہ علیحدہ نرخ مقرر ہیں۔ اور چونکہ اس وقت حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ایدہ اللہ نے فروخت اراضی کا کام خاکسار کے سپرد فرمایا ہوا ہے۔ اسلئے اطلاعاً اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ تا اطلاع ثانی خرید اراضی کے متعلق (ترسیل زرِ ثمن کے سوا باقی) ہر ایک قسم کی خط وکتابت وغیرہ خاکسار کے ساتھ کی جائے۔ اور زرِ ثمن براہِ راست حضرت ممدوح کی خدمت میں ارسال کیا جائے۔

اس کے علاوہ پرائیویٹ قطعات اراضی بھی اچھے اچھے موقع کے مختلف محلوں میں اس وقت قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہشمند احباب خود تشریف لاکر یا بذریعہ خط وکتابت حسب ضرورت قطعات پسند کرکے سودا کرسکتے ہیں۔ نیز جو احباب اپنا خریدا ہوا کوئی قطعہ وغیرہ یا مکان فروخت کرنا چاہتے ہوں۔ وہ بھی خاکسار کے ذریعہ سے فروخت کا انتظام کرسکتے ہیں۔

خاکسار (پروفیسر) محمد اسمٰعیل احمدی مہتمم فروخت اراضی قادیان

ضروری اعلان

امسال یوم التبلیغ برائے غیر احمدی اصحاب مورخہ ۳۰ رجولائی ۱۹۳۶ء بروز اتوار مقرر کیا گیا ہے۔ تمام جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اس یوم التبلیغ کو احسن طریق پر منانے کے لئے ابھی سے ہی تیاری شروع کردیں۔ اور اپنے مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جس قسم کے لٹریچر کی انہیں ضرورت ہو۔ اس سے دفتر دعوۃ وتبلیغ کو مطلع فرماویں۔ تاکہ ان کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر لٹریچر شائع کیا جائے۔

دفتر دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے اس یوم التبلیغ کے موقعہ پر دس ہزار ٹریکٹ تمام جماعتوں کو مفت ارسال کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ جس جماعت کو ٹریکٹوں کی مزید ضرورت ہو۔ وہ دفتر ہذا سے مندرجہ ذیل قیمت پر خرید سکتی ہے

چار صفحے کا ٹریکٹ (اردو) فی سینکڑہ چار آنے

آٹھ ״ ״ ״ آٹھ آنے

جو جماعت یا دوست قیمتاً ٹریکٹ خرید کرنا چاہیں۔ وہ ابھی سے ہی آرڈر اور قیمت پیشگی ارسال فرماویں۔

نوٹ :۔ جن جماعتوں یا دوستوں کی طرف پچھلے یوم التبلیغ کے ٹریکٹوں کی قیمت قابل ادا ہے۔ وہ براہ مہربانی جلد ارسال فرماویں۔ مشکور رہوں گا۔

خاکسار مہتمم صیغہ نشر واشاعت نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان

آل انڈیا نمائشوں میں انعام حاصل کرنیوالی
فلیویا رجسٹرڈ

ہر عمر کا مرد اس دوائی کی ایک گولی سے اس قدر جسمانی طاقت حاصل کرتا ہے جو تجربہ سے ظاہر ہوگی۔ جملہ اعضاء رئیسہ کے لئے یہ دوائی اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ مردانہ تمام بیماریوں کا بے نظیر علاج ہے قیمت فی پیکٹ ۸؎ محصول ڈاک ۸؍

فلیویا کیمیکل ورکس ۳۷ فرید کوٹ (پنجاب)

احباب سے درخواست

جو دوست سلسلہ کی کوئی کتاب یا کوئی سلسلہ کی تائید میں شائع شدہ اپنی تصنیف فروخت کرنا چاہیں۔ وہ نئی ہو یا پرانی۔ وہ سب کتب خانہ قاسم العلوم میں ارسال کردیں۔ ان کو باقاعدہ رسید کتب خانہ مذکورہ سے وصولی کتب کی ارسال کی جائے گی۔ اور ان کی سب کتابیں کتب خانہ ایسی کمیشن پر جس کا فیصلہ باہمی بذریعہ تحریر کرلیا جائے گا۔ فروخت کرتا رہے گا۔ اور ان کو ہر سہ ماہی اپنے حساب کے سمجھنے اور فروخت شدہ کتب کی قیمت وصول کرنے کا حق ہوگا۔ حساب باضابطہ اور صاف رکھا جائے گا۔ پس ایسے دوست جن کے پاس کوئی کتب سلسلہ یا دیگر درسی کتابیں یا رسالہ جات ریویو اور اخبارات سلسلہ بدر والحکم کے مکمل فائل وغیرہ قابل فروخت ہوں۔ وہ کتب خانہ قاسم العلوم میں بھیجکر رسید حاصل کرلیں۔ ایسی کتابوں کے لئے اخبار میں اشتہار چھپتا رہے گا۔ تاکہ وہ جلد فروخت ہوجائیں۔ اور سہ ماہی پر فروخت شدہ کتابوں کی قیمت بعد وضع کمیشن ادا ہوتی رہے گی۔

المعلن:۔ منیجر کتب خانہ قاسم العلوم احمدیہ بازار قادیان

تحریک جدید کا دواخانہ
معجون قرنفل

معدہ کی خرابی تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ قوت ہاضمہ میں فتور آچکا ہو۔ تو صالح خون کم پیدا ہوتا ہے۔ اور جسم کی نشوونما پورے طور پر نہیں ہوتی۔ بھوک کم لگتی ہے۔ قبض رہتی ہے۔ آنتوں میں خشکی پیدا ہوجاتی ہے۔ ایسی صورت میں معجون قرنفل اکسیر ثابت ہوچکی ہے۔ معدہ اور آنتوں کو نہایت درجہ قوت پہنچاتی ہے۔ قبض کی شکایت رفع ہوجاتی ہے۔ اور غذا ہضم ہوکر جزو بدن بننے لگتی ہے۔ دماغ کو بھی جلا دیتی ہے۔

قیمت بیس روز کی خوراک عہ

ترکیب استعمال :۔ رات کو سوتے وقت ایک تولہ معجون پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

ملنے کا پتہ :۔ ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ۔ زینت محل دہلی